﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک20/جولائی2007ء | شمارہ29

05/رجب 1428 ہجری قمری ❁ 20/وفا 1386 ہجری شمسی

تم پر سلام ہو

ایک صحابیؓ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچاؤ۔ میں آپ کے پاس گیا اور کہا میرا والد آپ کو سلام کہتا ہے۔ فرمایا تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یقول حدیث نمبر 4554)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ایک خصوصیت خدا کے برگزیدہ بندوں میں یہ ہے کہ وہ اہل تاثیر اور اہل جذب ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں روحانی نسلوں کے قائم کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

یہ نہایت مغرورانہ خیال ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں اور نہ کچھ حاجت۔ یہ سلب ایمان کی نشانی ہے اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے۔

جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعودؑ کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔

''بعض جاہل اس جگہ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں، کبھی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے، کبھی الہام بھی ہو جاتا ہے پس ہم میں اور رسولوں میں کیا فرق ہے؟ پس اُن کے نزدیک خدا کے نبی مکّار یا دھوکا خوردہ ہیں۔ جو ایک معمولی بات پر فخر کر رہے ہیں اور اُن میں اور اُن کے غیر میں کچھ بھی فرق نہیں۔ یہ ایک ایسا مغرورانہ خیال ہے جس سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ لیکن طالب حق کیلئے ان اوہام کا صاف جواب ہے اور وہ یہ کہ بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ خدا نے ایک گروہ کو اپنے خاص فضل اور عنایت کے ساتھ برگزیدہ کر کے اپنی روحانی نعمتوں کا بہت سا حصہ اُن کو دیا ہے اس لئے باوجود اس کے کہ ایسے معاند اور اندھے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام سے منکر رہے ہیں تاہم خدا کے نبی اُن پر غالب آتے رہے ہیں۔ اور اُن کا خارق عادت نور ہمیشہ ایسے طور سے ظاہر ہوتا رہا ہے کہ آخر عقلمندوں کو ماننا پڑا ہے کہ اُن میں اور اُن کے غیروں میں ایک عظیم الشان امتیاز ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ ایک مفلس گدائی پیشہ کے پاس بھی چند درہم ہوتے ہیں اور ایک شہنشاہ کے خزائن بھی دراہم سے پُر ہوتے ہیں مگر وہ مفلس نہیں کہہ سکتا کہ مَیں اس بادشاہ کے برابر ہوں۔ یا مثلاً ایک کیڑے میں روشنی ہوتی ہے جو رات کو چمکتا ہے اور آفتاب میں بھی روشنی ہے مگر کیڑا نہیں کہہ سکتا کہ مَیں آفتاب کے برابر ہوں۔ اور خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔

اور پھر ایک خصوصیت خدا کے برگزیدہ بندوں میں یہ ہے کہ وہ اہل تاثیر اور اہل جذب ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں روحانی نسلوں کے قائم کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ علی وجہ البصیرت رہنمائی کرتے ہیں اور مخلوق کے ظلمانی پردوں کو درمیان سے اٹھاتے ہیں اس لئے سچی معرفت الٰہی اور سچی محبت الٰہی اور سچا زُہد و تقویٰ اور ذوق اور حلاوت انہیں کے ذریعہ سے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اُن سے تعلق توڑنا ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ ایک شاخ اپنی درخت سے تعلق توڑ دے۔ اور ان تعلقات میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ تعلق کرنے کے ساتھ ہی بشرط مناسبت روحانیت کا نشو ونما شروع ہو جاتا ہے۔ اور تعلق توڑنے کے ساتھ ہی ایمانی حالت پر گرد و غبار آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پس یہ نہایت مغرورانہ خیال ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں اور نہ کچھ حاجت۔ یہ سلب ایمان کی نشانی ہے اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ کیا میں نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا کلمہ گو نہیں ہوں۔ چونکہ وہ سچے ایمان اور سچے ذوق وشوق سے بے خبر ہے اس لئے ایسا کہتا ہے۔ اس کو سوچنا چاہئے کہ گو انسان کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر کس طرح اس نے ایک انسان کو دوسرے انسان کی پیدائش کا سبب بنا دیا ہے۔ پس جس طرح جسمانی سلسلہ میں جسمانی باپ ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان پیدا ہوتا ہے ایسا ہی روحانی سلسلہ میں روحانی باپ بھی ہیں جن سے روحانی پیدائش ہوتی ہے۔

ہوشیار رہو اور اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکہ مت دو۔ اور خدا کے کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے جس کے بارہ میں سورہ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ (الفاتحۃ:6-7) پس جبکہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنجوقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟ کیا نطفہ کہہ سکتا ہے کہ میں باپ کے ذریعہ سے پیدا ہونا نہیں چاہتا تھا؟ کیا کان کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہوا کے ذریعہ سے آواز کو سننا نہیں چاہتے؟ اس سے بڑھ کر اور کیا نادانی ہوگی کہ خدا تعالیٰ کے قدیم قانون پر حملہ ہو۔

اخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اِس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رُو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے اوپر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شرّ سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا''۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 225 تا 229)

❁ ❁

ضلع بدین (سندھ) میں شر پسند مُلّاؤں کی فتنہ انگیزی اور ایک احمدی کی قبر کشائی کا افسوسناک واقعہ

پاکستان سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ جماعت احمدیہ کی ایک خاتون محترمہ بی بی اہلیہ الیاس احمد صاحب مرحوم آف خدا آباد تھانہ ٹنڈو بھاگو ضلع بدین (سندھ) ساٹھ سال کی عمر میں 5/جون 2007ء بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مقامی مشترکہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ کے خاوند آٹھ سال قبل وفات پا گئے تھے اور اسی قبرستان میں مدفون ہیں جہاں اس سے قبل جماعت احمدیہ کے اَور دیگر مرحومین کی تدفین ہوتی رہی تھی اور مرحومہ کی اپنی اولاد کو وصیت تھی کہ ان کو ان کے خاوند کے ساتھ دفن کریں۔

مرحومہ کی تدفین پر مخالفین نے علاقہ میں اشتعال پیدا کیا اور موقعہ پر 200/250 افراد کو اکٹھا کر لیا اور نعش کو قبر سے نکالنے کا مطالبہ کیا کہ قادیانی کی نعش کو ہم یہاں مدفون نہیں رہنے دیں گے۔ یہ یہاں سے نکالیں اور اپنے الگ قبرستان جو یہاں سے ذرا ہٹ کر واقع ہے اس میں دفن کر دیں۔ اس سارے عمل میں پیش پیش جماعت احمدیہ کا شدید مخالف مولوی عبدالستار چاوڑا تھا جو ضلع بدین میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ مخالفین نے کلہاڑیوں اور ڈنڈوں سے حملہ کر کے موقع پر موجود مرحومہ کے دو قریبی رشتہ داروں کو شدید زخمی کر دیا جو حیدرآباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

انتظامیہ کی آمد پر طے پایا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو مل کر فیصلہ کرے کہ مرحومہ کی نعش کو اسی جگہ رہنے دیا جائے یا کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مرحومہ کی قبر کو نہ اکھاڑا جائے تاہم آئندہ کسی احمدی کی تدفین اس قبرستان میں نہ کی جائے۔ مگر چند شر پسند عناصر اس فیصلہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ حالات کے پیش نظر انتظامیہ نے قبر کشائی کا حکم دے دیا۔ اس حکم کی تعمیل میں مرحومہ کی نعش کو مجبوراً احمدیہ قبرستان خدا آباد منتقل کر دیا گیا۔ نعش کی منتقلی تک پولیس موقعہ پر موجود رہی۔

روشن خیالی کے اس نام نہاد معاشرے میں زندہ انسان تو بُری طرح متاثر ہیں ہی مگر مرنے کے بعد بھی تحفظ کی یہاں کوئی ضمانت نہیں جس کی یہ ایک مثال ہے۔ 1984ء کے بعد احمدی مرحومین کی قبر کشائی اور انسانیت کی تذلیل کا یہ 27واں افسوسناک واقعہ ہے جو باقاعدہ رجسٹر ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ یوکے کی اٹھائیسویں مجلسِ مشاورت کا کامیاب انعقاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شمولیت اور خطاب

جماعت احمدیہ یوکے کی اٹھائیسویں مجلس مشاورت کے لئے 23/24 جون 2007ء کی تاریخیں طے پائی تھیں۔ گو اس کی تیاریاں مقررہ تواریخ سے چند ہفتے قبل ہی دفتر جنرل سیکرٹری میں شروع ہو چکی تھیں جس میں تمام ضروری رپورٹس کو مجلد صورت میں تیار کرنا اور پھر تمام منتخب عہدیداروں اور نمائندگان میں تقسیم کرنا بھی شامل تھا۔ امسال نیشنل مجلس عاملہ یوکے کا انتخاب بھی مشاورت کا اہم حصہ تھا۔

مورخہ 23/جون 2007ء صبح ساڑھے گیارہ بجے مشاورت کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم امیر صاحب رفیق احمد حیات صاحب نے دُعا کروائی۔ بعد ازاں درج ذیل سیکرٹری صاحبان نے 2006-2007ء کی تجاویز پر اپنی رپورٹس پیش کیں۔ تبلیغ، تربیت، رشتہ ناطہ، صنعت و تجارت، تعلیم، وقف نو، وصیت، سمعی و بصری، مال (جس میں 2006-2007ء کا بجٹ بھی شامل تھا۔) رپورٹس کے بعد خاکسار نے جماعتوں کی طرف سے موصول شدہ چودہ تجاویز میں سے آٹھ وہ تجاویز جو مجلس عاملہ یوکے نے مسترد کر دی تھیں مع وجوہ پڑھ کر سنائیں اور دو تجاویز کے بارے میں حضور اقدس کی ہدایات بھی پڑھ کر سنائیں۔

دوسرا اجلاس دوپہر تین بجے امیر صاحب یوکے کی صدارت میں شروع ہوا۔ بعد از تلاوت قرآن پاک اور دعا امیر صاحب نے گذشتہ سال جماعت یوکے کے مختلف پراجیکٹس کی تفصیل اور حضور انور کی بابرکت موجودگی سے وابستہ برکات کا اور حضور انور کی بابرکت موجوگی میں ہونے والی مختلف تقریبات اور حضور کے بعض خطابات کا ذکر کیا۔

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد چار سب کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی۔ حضور اقدس نے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام و مشنری انچارج کو نیشنل عاملہ یوکے کا انتخاب کروانے کی عظیم ذمہ داری سونپی تھی۔ شام کے پانچ بجے مکرم امام صاحب کی صدارت میں انتخاب شروع ہوا اور تین گھنٹے میں نہایت صاف ستھرے اور باوقار ماحول میں شام کے آٹھ بجے کارروائی کا اختتام ہوا۔ اس انتخاب کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ چوبیس عہدوں کے چناؤ کے دوران ایک دفعہ بھی ووٹرز کی گنتی دوبارہ نہیں ہوئی۔ اور تمام کارروائی نہایت خوش اسلوبی سے انجام پائیں۔ انتخاب کی کارروائی کے بعد کمیٹیوں نے تجاویز پر غور و خوض کیا اور نصف شب تک اپنی کاروائی مکمل کر لی۔

اگلے روز بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے مشاورت کا تیسرا اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا جس میں مختلف سب کمیٹیوں کے چیئرمین نے اپنی سفارشات پیش کیں۔ مجلس مشاورت میں 190 نمائندگان میں سے 187 نمائندگان نے شمولیت کی۔

شوریٰ کے اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت شمولیت فرمائی اور اپنے خطاب سے نوازا۔ حضور انور کے خطاب کا خلاصہ قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے۔ اختتامی اجلاس سے قبل حضور انور نمائندگان کے ساتھ دوپہر کے کھانے میں بھی شامل ہو کر برکت بخشی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی مساعی میں برکت دے اور سب عہدیداران اور افراد جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی نصائح پر احسن رنگ میں عمل کی توفیق بخشے۔

(رپورٹ: بشیر احمد اختر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ)

دستور مسلسل

ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

(گیت)

ہے یہ دستور حق پرستوں کا جیسے موسم یہاں پلٹتے ہیں

(الاپ)

ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے
محبت کے خیمے لگاتے رہیں گے
قدم سُوئے دلبر اٹھاتے رہیں گے
ثریّا سے لائے ہیں ایماں کی خوشبو
یہ خوشبو جہاں میں لُٹاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

کبھی ریلہ نور بن کر بہیں گے
کبھی مثل بادِ صبا ہم چلیں گے
کبھی اِس نگر سے کبھی اُس نگر سے
سعادت کی پہچان بن کر اٹھیں گے
وفاؤں کے پیغام لاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

کبھی سبز آنکھوں کی نرمی نہا کر
کبھی زرد موسم کی سختی اُٹھا کر
کبھی من کی اَگنی کو مشعل بنا کر
سفینے کبھی ساحلوں پر جلا کر
کئے ہیں جو پیماں نبھاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

چکوری اُڑے سُوئے مہتاب جیسے
نگاہوں میں بس جائے اک خواب جیسے
مسیحا کی چوکھٹ پہ جمگھٹ لگے ہیں
یہیں تشنہ لب ہوں گے سیراب جیسے
لگی اپنے دل کی بُجھاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

سبھی رسمیں زیر و زبر کر رہے ہیں
دعاؤں میں جیون بسر کر رہے ہیں
مراد اپنی ہے بس رضائے الٰہی
اسی غم میں شام و سحر کر رہے ہیں
یہی راہ سب کو دکھاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

سوالِ کرم ہے نہ خوفِ ستم ہے
سرِ رزم ہاتھوں میں دیں کا علم ہے
محمدؐ کے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں
امام الزّماں کے قدم پر قدم ہے
اذاں دیتے قرآں سناتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

رہ عشق میں سائباں مل گیا ہے
نصیبوں سے دارالاماں مل گیا ہے
کیا تھا طلب ایک تنکا خدا سے
ہمیں تو مگر آشیاں مل گیا ہے
سدا شکر کے گیت گاتے رہیں گے
خلافت کے ڈنکے بجاتے رہیں گے
ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے

(جمیل الرحمٰن۔ ہالینڈ)

خلافت راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 2)

اسلام کِن مذاہب سے مشابہت رکھتا ہے

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اسلام کونسی قسم کے مذاہب سے مشابہت رکھتا ہے۔ آیا اوّل الذکر قسم سے یا دوسری قسم کے مذاہب سے اور آیا اسلام نے قومی معاملات میں دخل دیا ہے یا نہیں؟ اگر محمد ﷺ نے قومی معاملات میں دخل دیا ہے چاہے اپنی مرضی سے اور چاہے اس وجہ سے کہ ملک کو اس کی بے حد ضرورت تھی تو ماننا پڑے گا کہ جیسے جنگل میں اگر کسی کو کوئی آوارہ بچہ مل جائے تو وہ رحم کر کے اسے اپنے گھر میں لے جاتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اسے اس کی ولایت کا حق حاصل ہو گیا ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے رحم کر کے عرب کے یتیموں کو اپنی گود میں لے لیا مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ آپؐ کو ان کی ولایت کا حق حاصل ہو گیا تھا بلکہ جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے تو انہیں اس بات کا اختیار تھا کہ وہ اپنے لئے جو قانون چاہتے تجویز کر لیتے۔ لیکن اگر شریعتِ اسلام میں ایسے احکام موجود ہوں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے طور پر ان امور میں دخل نہیں دیا بلکہ آپ نے اُسی وقت ان امور کو اپنے ہاتھ میں لیا جب خدا نے آپؐ کو اس کا حکم دیا اور جب خدا کا حکم دینا ثابت ہو جائے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ آپؐ کی زندگی کا وہ حصہ جو امورِ سلطنت کے انصرام میں گزرا وہ مذہبی حیثیت رکھتا ہے اور مسلمان جس طرح خالص مذہبی نظام میں اسلامی ہدایات کے پابند ہیں اسی طرح نظامِ سلطنت میں بھی وہ آزاد نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے قائم کردہ نظامِ سلطنت کے پابند ہیں۔

اس غرض کے لئے جب قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو دیکھا جاتا ہے تو ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام پہلی قسم کے مذاہب میں شامل نہیں بلکہ دوسری قسم کے مذاہب میں شامل ہے۔ اس نے صرف بعض عقائد اور انفرادی اعمال کے بتانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے ان احکام کو بھی لیا ہے جو حکومت اور قانون سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ صرف یہی نہیں کہتا کہ نمازیں پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو بلکہ وہ ایسے احکام بھی بتاتا ہے جن کا حکومت اور قانون سے تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً وہ میاں بیوی کے تعلقات پر بحث کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان اگر جھگڑا ہو جائے تو کیا کِیا جائے اور ان کی باہمی مصالحت کے لئے کیا کیا تدابیر عمل میں لائی جائیں اور اگر کبھی مرد کو اِس بات کی ضرورت پیش آئے کہ وہ عورت کو بدنی سزا دے تو وہ سزا کتنی اور کیسی ہو۔ اسی طرح وہ لین دین کے قواعد پر بھی بحث کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ قرض کے متعلق کتنے گواہ تسلیم کئے جا سکتے ہیں، قرضہ کی کونسی صورتیں جائز ہیں اور کونسی ناجائز۔ وہ تجارت اور فنانس کے اصول بھی بیان کرتا ہے۔ وہ شہادت کے قوانین بھی بیان کرتا ہے جن پر قضاء کی بنیاد ہے۔ چنانچہ وہ بتاتا ہے کہ کیسے گواہ ہونے چاہئیں، کتنے ہونے چاہئیں، ان کی گواہی میں کِن کِن امور کو ملحوظ رکھنا چاہئے، اسی طرح وہ قضاء کے متعلق کئی قسم کے احکام دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ قاضیوں کو کس طرح فیصلہ کرنا چاہئے۔ پھر ان مختلف انسانی افعال کی وہ جسمانی سزائیں بھی تجویز کرتا ہے جو عام طور پر قوم کے سپرد ہوتی ہیں۔ مثلاً قتل کی کیا سزا ہے یا چوری کی کیا سزا ہے؟ اسی طرح وہ وراثت کے قوانین بھی بیان کرتا ہے۔ اور حکومت کو ٹیکس کا جو حق حاصل ہے اس پر بھی پابندیاں لگاتا ہے اور ٹیکسوں کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ حکومت کو اِن ٹیکسوں کے خرچ کرنے کے متعلق جو اختیارات حاصل ہیں ان کو بھی بیان کرتا ہے، فوجوں کے متعلق قواعد بھی بیان کرتا ہے۔ معاہدات کے متعلق قواعد بیان کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ دو قومیں جب آپس میں کوئی معاہدہ کرنا چاہئیں تو کِن اصول پر کریں؟ اسی طرح بین الاقوامی تعلقات کے متعلق قواعد بیان کرتا ہے، مزدور اور ملازم رکھنے والوں کے متعلق قواعد بیان کرتا ہے۔ سڑکوں وغیرہ کے متعلق قواعد بیان کرتا ہے۔ غرض وہ تمام امور جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کو اسلام بیان کرتا ہے۔

پس اسلام کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے حکومت کو آزاد چھوڑ دیا ہے بلکہ جیسا کہ ثابت ہے اس نے حکومت کے ہر شعبے پر سیر کن بحث کی ہے۔ پس جو شخص اسلام کو مانتا ہے اور اس میں حکومت کے متعلق تمام احکام کو تفصیل سے بیان کیا ہؤا دیکھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مذہب کو ان امور سے کیا واسطہ۔ بلکہ اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول کریم ﷺ کے وہ افعال جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ویسے ہی قابلِ تقلید ہیں جیسے نماز اور روزہ وغیرہ کے متعلق احکام۔ کیونکہ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ نماز پڑھو، جس خدا نے یہ کہا ہے کہ روزے رکھو، جس خدا نے یہ کہا ہے کہ حج کرو، جس خدا نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ دو اُسی خدا نے امورِ سیاست اور تنظیم ملکی کے متعلق بھی احکام بیان کئے ہیں۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر قوم اور ہر ملک آزاد ہے کہ اپنے لئے ایک مناسب طریق ایجاد کر لے اور جس طرح چاہے رہے بلکہ اسے اپنی زندگی کے سب شعبوں میں اسلامی احکام کی پابندی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اگر رسول کریم ﷺ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ لوگ اس بارہ میں آزاد ہیں مگر جب ہم کہتے ہیں کہ یہ احکام قرآن مجید میں آئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت رسول کریم ﷺ نے ان کو بیان کیا تو معلوم ہوا کہ یہ رسول کریم ﷺ کا ذاتی فعل نہیں تھا۔ اور جبکہ قرآن نے ان تمام امور کو بیان کر دیا ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو عقل یہ تسلیم نہیں کر سکتی کہ اس نے حکومت سے تعلق رکھنے والی تو ساری باتیں بیان کر دی ہوں مگر یہ نہ بتایا ہو کہ حکومت کو چلایا کس طرح جائے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص مکان بنانے کے لئے لکڑیاں جمع کرے، کھڑکیاں اور دروازے بنوائے، اینٹوں اور چونے وغیرہ کا ڈھیر لگا دے مگر جب کوئی پوچھے کہ عمارت کب بنے گی اور اس کا کیا نقشہ ہو گا؟ تو وہ کہے کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ صاف بات ہے کہ جب اس نے اینٹیں اکٹھی کیں، جب اس نے دروازے، کھڑکیاں اور روشندان بنوائے، جب اس نے چونے اور گارے کا انتظام کیا تو آخر اسی لئے کیا کہ وہ مکان بنائے۔ اس لئے تو نہیں کیا کہ وہ چیزیں بے فائدہ پڑی رہیں اور ضائع ہو جائیں۔ اسی طرح جب قرآن نے وہ تمام باتیں بیان کر دی ہیں جن کا حکومت کے ساتھ تعلق ہوا کرتا ہے تو عقلِ انسانی یہ بات تسلیم نہیں کر سکتی کہ اس نے نظامِ حکومت چلانے کا حکم نہ دیا ہو اور نہ یہ بتایا ہو کہ اس نظام کو کس رنگ میں چلایا جائے۔ اور اگر وہ یہ نہیں بتاتا تو تم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ قرآن نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ناقص ہے۔

حکومت کے تمام شعبوں کے متعلق اسلام کی جامع ہدایات

غرض جبکہ اسلام نے حکومت کے تمام شعبوں کے متعلق تفصیلی ہدایات دے دی ہیں تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ مذہب کو ان امور سے کیا واسطہ۔ ہر قوم اور ہر ملک اپنے لئے کوئی مناسب طریق تجویز کرنے میں آزاد ہے۔ ہاں وہ یہ بحث ضرور کر سکتا ہے کہ کسی خاص امر میں شریعت اسلامیہ نے اسے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ مگر یہ بات بالکل خلافِ عقل ہو گی کہ اسلام نے چھوٹے چھوٹے حقوق تو بیان کئے لیکن سب سے بڑا حق کہ فرد کو حکومت کے مقابل پر کیا حقوق حاصل ہیں اور حکومت کو کس شکل اور کس صورت سے افراد میں احکامِ الٰہیہ کو جاری کرنا چاہئے اس اہم ترین سوال کو اس نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ اگر ہم یہ کہیں تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ وہ مذہب ناقص ہے۔ جو مذہب شریعت کو لعنت قرار دیتا ہے وہ تو کہہ سکتا ہے کہ یہ باتیں میرے دائرہ سے باہر ہیں اور اس مذہب کو ناقص بھی ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ اس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق روشن ہدایات نہیں دیں۔ مثلاً ایسا مذہب اگر خدا اور بندے کے تعلق پر بحث نہیں کرتا یا یہ نہیں بتاتا کہ بندوں کا بندوں سے کیسا تعلق ہونا چاہئے یا امورِ مملکت اور سیاست کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دیتا تو وہ آسانی سے چُھٹکارا پا جاتا ہے کیونکہ وہ شریعت کو لعنت قرار دیتا ہے لیکن جو مذہب ان امور میں دخل دیتا ہے اور اس امر کو مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان امور میں دخل دے اس کا ایسے اہم مسئلہ کو چھوڑ دینا اور لاکھوں کروڑوں آدمیوں کی جانوں کو خطرہ میں ڈال دینا یقیناً ایک بھول اور نقص کہلائے گا۔

نفاذِ قانون کے متعلق تفصیلی ہدایات

اس تمہید کے بعد میں اب اصل سوال کی طرف آتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ عرب میں مبعوث ہوئے اور عرب کا کوئی تحریر شدہ قانون نہ تھا۔ قبائلی رواج ہی ان میں قانون کا مرتبہ رکھتا تھا۔ چنانچہ کسی قبیلہ میں کوئی قانون تھا اور کسی قبیلہ میں کوئی۔ وہ انہی قبائلی رواج کے مطابق آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کر لیتے۔ یا جب انہوں نے کوئی معاہدہ کرنا ہوتا تو معاہدہ کر لیتے مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے ان کے سامنے آسمانی شریعت پیش کی اور کہا کہ میرے خدا نے تمہارے لئے یہ تعلیم مقرر کی ہے تم اس پر عمل کرو اور پھر اس پر اُن سے عمل کرایا بھی۔ اگر تو قرآن جو آسمانی صحیفہ ہے صرف نماز روزہ کے احکام پر اور بعض عقائد کے بیان پر اکتفاء کرتا اور احکام سیاست و تدبیر مُلکی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے تو خواہ وہ زور سے ان کی پابندی کراتے کوئی کہہ سکتا تھا کہ عربوں نے مسلمانوں پر ظالمانہ حملہ کر کے اپنی حکومت تباہ کر لی اور ملک بغیر نظام اور قانون کے رہ گیا۔ اس مشکل کی وجہ سے وقت کی ضرورت سے مجبور ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک کو ابتری سے بچانے کیلئے کچھ قانون تجویز کر دیئے اور ان پر لوگوں سے عمل کرایا اور یہ حصہ آپ کے عمل کا مذہب نہ تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان امور کے متعلق بھی تفصیلی احکام قرآن کریم میں موجود ہیں اور نہ صرف احکام موجود ہیں بلکہ ان کے نفاذ کے متعلق بھی احکام ہیں۔ مثلاً

(۱) اللہ تعالیٰ سورہ حشر میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الحشر: 8) یعنی اے مسلمانو! محمد رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے وہ تمہیں روکیں اُس سے رُک جاؤ۔ گویا رسول کریم ﷺ کا حکم مسلمانوں کیلئے ہر حالت میں ماننا ضروری ہے۔

(۲) دوسری جگہ فرماتا ہے: فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النسآء: 66) یعنی تیرے ربّ کی قسم! جب تک وہ ہر اُس بات میں جس کے متعلق ان میں جھگڑا ہو جائے تجھے حَکَم نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے وہ اپنے نفوس میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار نہ ہو جائیں اُس وقت تک وہ ہرگز ایماندار نہیں ہو سکتے۔ بعض لوگ رسول کریم ﷺ پر یہ اعتراض کیا کرتے تھے بلکہ اس زمانہ میں بھی ایسے معترض موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ باہمی جھگڑوں کے نپٹانے اور نظام کو قائم رکھنے کے متعلق کوئی ہدایات دے سکیں۔ مگر فرمایا۔ ہم ان کی اس بات کو غلط قرار دیتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ یہ کبھی مومن نہیں کہلا سکتے جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں اے محمد رسول اللہ ﷺ! تجھے حَکَم تسلیم نہ کریں اور پھر تیری قضاء پر وہ دل و جان سے راضی نہ ہوں۔

اس آیت کریمہ میں دو نہایت اہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔

اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں رسول کریم ﷺ کو آخری قاضی قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کا جو فیصلہ بھی ہو گا وہ آخری ہو گا اور اس پر کسی اور کے پاس کسی کو اپیل کا حق حاصل نہیں ہو گا اور آخری فیصلہ

کا حق رسول کریم ﷺ کو دینا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکومت کے اختیارات حاصل تھے۔

دوسری بات جو اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اِن فیصلوں کے تسلیم کرنے کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ تیرے ربّ کی قسم! وہ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک وہ تیرے فیصلوں کو تسلیم نہ کریں۔ گویا یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے اور ویسا ہی حصہ ہے جیسے نماز دین کا حصہ ہے، جیسے روزہ دین کا حصہ ہے، جیسے حج اور زکوٰۃ دین کا حصہ ہے۔ فرض کرو زید اور بکر کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے ایک کہتا ہے میں نے دوسرے سے دس روپے لینے ہیں اور دوسرا کہتا ہے میں نے کوئی روپیہ نہیں دینا۔ دونوں رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچتے ہیں اور اپنے جھگڑے کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور رسول کریم ﷺ ایک کے حق میں فیصلہ کر دیتے ہیں تو دوسرا اس فیصلے کو اگر نہیں مانتا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے وہ مؤمن نہیں رہا۔ پس باوجودیکہ وہ نماز پڑھتا ہوگا، وہ روزے رکھتا ہوگا، وہ حج کرتا ہوگا، اگر وہ اس حصہ میں آ کر رسول کریم ﷺ کے کسی فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فتویٰ اس کے متعلق یہی ہے کہ اس انکار کے بعد وہ مؤمن نہیں رہا۔ پس لَا یُؤْمِنُوْنَ کے الفاظ نے بتا دیا کہ خدا تعالیٰ نے اس حصہ کو بھی دین کا ایک جزو قرار دیا ہے، علیحدہ نہیں رکھا۔

(3) تیسری جگہ فرماتا ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۔ وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور: 53) یعنی مومنوں کو جب خدا اور اُس کا رسول بُلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمہارے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا حضور کا حکم ہم نے سن لیا اور ہم ہمیشہ حضور کی اطاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے اور ہمیشہ مظفر و منصور رہیں گے۔ اب ایک طرف رسول کریم ﷺ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایمان کو وابستہ قرار دینا اور دوسری طرف انہی لوگوں کو کامیاب قرار دینا جو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہیں اور آپ کے کسی فیصلہ کے خلاف نہ چلیں، بتاتا ہے کہ ان احکام کے ساتھ خدائی تصرف شامل ہے۔ اگر کوئی شخص ان احکام کو نہ مانے تو خدائی عذاب اس پر اُترتا اور اُسے ناکام و نامراد کر دیتا ہے لیکن دُنیوی امور میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں صرف طبعی نتائج پیدا ہوا کرتے ہیں۔

(4) پھر فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ۔ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف:158) یعنی وہ لوگ جو اس کی اتباع کرتے ہیں جو خدا کا رسول ہے اور جو نبی اور اُمّی ہے اور جس کے متعلق تورات اور انجیل میں وہ کئی پیشگوئیاں لکھی ہوئی پاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ رسول انہیں ہمیشہ نیک کاموں کا حکم دیتا اور بُری باتوں سے روکتا ہے۔ گویا وہ لوگوں میں ایک قانون نافذ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو۔ اسی طرح وہ ان کے لئے طیبات کو حلال ٹھہراتا اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ گویا وہ انسانی اعمال اور اقوال اور کھانے پینے کے متعلق بھی مناسب ہدایات دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے فلاں چیز کھاؤ اور فلاں نہ کھاؤ۔ فلاں بات کرو اور فلاں نہ کرو۔ اسی طرح وہ ان کے وہ بوجھ اُتارتا ہے جو ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہو رہے ہیں اور ان کے اُن طوقوں کو دُور کرتا ہے جنہوں نے ان کو ترقی کی طرف بڑھنے سے روکا ہوا تھا۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ۔ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وہ لوگ جو اس رسول پر ایمان لاتے اور اس کے احکام کی عزت کرتے اور اس کی نصرت اور تائید کرتے اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو اس کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے وہی لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے۔

اب دیکھو گورنمنٹیں بھی ہمیشہ اسی قسم کے قوانین بناتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو اور قرآن کہتا ہے کہ ہم نے یہ اختیار جو حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو دے دیا ہے جو لوگ اس کی اتباع کریں گے وہ کامیاب ہوں گے اور جو اطاعت سے انحراف کریں گے وہ ناکام ہوں گے۔

(5) اسی طرح فرماتا ہے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ لَوْیُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ۔ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ (الحجرات:8)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ محمد ﷺ کی حکومت ہوگی کس طرح؟ آیا دُنیوی بادشاہوں کی طرح یا کسی اور رنگ میں؟ فرماتا ہے خدا کا رسول تم میں موجود ہے اگر وہ تمہارے اکثر مشوروں کو قبول کرے تو تم یقیناً مصیبت میں پڑ جاؤ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا ہے اور تم اُس کی قدر و قیمت کو اچھی طرح سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ ایمان کا تمہارے پاس رہنا تمہارے لئے کس قدر مفید اور بابرکت ہے اور ایمان کا ضیاع تمہارے لئے کس قدر مُہلک ہے وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور پھر اس ایمان کو اس نے تمہارے دلوں میں نہایت خوبصورت شکل میں قائم کر دیا ہے اور کُفر، فسق، عِصیان اور خروج عن الاطاعت کو اس نے تمہاری آنکھوں میں مکروہ بنا دیا ہے اس لئے تمہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارے رسول کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو تمہارے مشوروں کو قبول کرے اور اگر چاہے تو ردّ کر دے۔ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایات پانے والے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا طریق حکومت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے طریق حکومت کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کا طریق حکومت یہ نہیں تھا کہ آپ ہر بات میں لوگوں کا مشورہ قبول کرتے اور اس کا ذکر اس لئے ضروری تھا کہ کوئی کہہ سکتا تھا محمد ﷺ درحقیقت وہی فیصلہ کیا کرتے تھے جو قوم کا فیصلہ ہوا کرتا تھا جیسے پارلیمنٹیں مُلک کے نمائندوں کی آواز کے مطابق فیصلے کرتی ہیں۔ اسی طرح کوئی کہہ سکتا تھا کہ محمد ﷺ اپنے ملک کا فیصلہ ہی لوگوں سے منواتے تھے اپنا قانون ان میں نافذ نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ کر دیا اور خود ملک والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اگر ہمارا رسول تمہاری کثرتِ رائے کے ماتحت دیئے ہوئے اکثر مشوروں کو قبول کر لے تو تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ گویا رسول کریم ﷺ کی حکومت کا یہ طریق نہیں تھا کہ آپ کثرتِ رائے کے مطابق فیصلہ کرتے بلکہ جب کثرتِ رائے کو مفید سمجھتے تو کثرتِ رائے کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیتے اور جب کثرتِ رائے کو مُضِر سمجھتے تو اس کے خلاف فیصلہ کرتے۔ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں تھا کہ رسول کریم ﷺ ہر بات قبول کر لیتے بلکہ آپ کو اختیار تھا کہ جب آپ لوگوں کی رائے میں کسی قسم کا نقص دیکھیں تو اسے ردّ کر دیں اور خود اپنی طرف سے کوئی فیصلہ فرما دیں۔

(6) پھر فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِم (التوبۃ:104) کہ اے محمد ﷺ ان کے اموال سے صدقہ لو اور اس کے ذریعہ ان کے دلوں کو پاک کرو۔ ان کی اقتصادی حالت کو درست کرو۔ وَصَلِّ عَلَیْھِم اور پھر ہمیشہ ان سے نرمی کا معاملہ کرتے رہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین احکام دیئے ہیں۔ اوّل یہ کہ لوگوں سے زکوٰۃ لو کیونکہ اس کے ذریعہ ان کے دلوں میں غریبوں سے پیار اور حسنِ سلوک کا مادہ پیدا ہوگا۔ دوسرا حکم یہ دیا کہ زکوٰۃ کے روپیہ کو ایسے طور پر خرچ کیا جائے کہ اس سے غرباء کی حالت درست ہو اور وہ بھی دنیا میں ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھا سکیں۔

تیسرا حکم وَصَلِّ عَلَیْھِم کے الفاظ میں یہ دیا کہ زکوٰۃ کے لینے میں سختی نہ کی جائے بلکہ ہمیشہ حکم کا نرم پہلو اختیار کیا جائے۔ اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ جب محصّلین کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجتے تو آپ ہمیشہ یہ تاکید فرمایا کرتے کہ موٹا دُنبہ اور اونٹ چُن کر نہ لینا بلکہ اپنی خوشی سے وہ جن جانوروں کو بطور زکوٰۃ دے دیں انہی کو لے لینا اور یہ خواہش نہ کرنا کہ وہ زیادہ اعلیٰ اور عمدہ جانور پیش کریں۔ گویا شرعاً اور قانوناً جس قدر نرمی جائز ہو سکتی ہے اسی قدر نرمی کرنے کا آپ لوگوں کو حکم دیتے۔

(7) ساتویں آیت جس میں حکومت سے تعلق رکھنے والے امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِھِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَکَرِھُوْٓا اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ۔ قُلْ نَارُجَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا۔ لَوْکَانُوْا یَفْقَھُوْنَ۔ (التوبۃ:81) یعنی وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے غضب کے ماتحت اس امر کی توفیق نہ پا سکے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کے لئے نکلیں اور جنگ میں شامل ہوں، وہ اپنے پیچھے رہنے پر بہت ہی خوش ہوئے اور انہوں نے اس بات کو بُرا سمجھا کہ وہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کریں۔ اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ سخت گرمی کا موسم ہے ایسے موسم میں جہاد کیلئے نکلنا تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ نَارُجَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ اب گرمی کا بہانہ بنا کر تو تم پیچھے رہ گئے ہو مگر یاد رکھو جہنم کی آگ کی تپش بہت زیادہ ہوگی۔ کاش وہ اس امر کو جانتے اور سمجھتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صریح لفظوں میں رسول کریم کو جہاد کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ سپاہی بنو اور دشمنوں سے لڑو اور یہ بھی فرما دیا ہے کہ جو لوگ تیرے حکم کے ماتحت لڑنے کے لئے نہیں نکلیں گے وہ خدا تعالیٰ کے حضور مجرم قرار پائیں گے۔

(8) پھر فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْتُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۔ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (المائدہ:34) کہ وہ لوگ جو اللہ اور رسول سے لڑتے اور زمین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی جزاء یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا انہیں صلیب دیا جائے یا ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو مقابل پر کاٹ دیا جائے یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے۔ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْم اور یہ امر ان کے لئے دنیا میں رسوائی کا موجب ہوگا اور آخرت میں عذاب عظیم کا موجب۔

عرب سے کُفّار کے نکالے جانے کا حکم

(9) اسی طرح سورہ توبہ کی پہلی آیات میں عرب سے کُفّار کے نکالے جانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ ۔ فَاِنْ تُبْتُمْ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۔ وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ۔ وَ بَشِّرِالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا وَّلَمْ یُظَاھِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْھِمْ عَھْدَھُمْ اِلٰی مُدَّتِھِمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (التوبۃ:1تا5)

یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ ان لوگوں میں اعلان کر دو کہ خدا اور رسول نے تمہاری ذلّت کے متعلق جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ پوری ہو گئیں۔ اب خدا اور رسول پر تمہارا کوئی الزام نہیں لگ سکتا۔ پس اِن کو کہو کہ اب جاؤ اور سارے عرب میں چار ماہ پھر کر دیکھ لو کہ کہیں بھی تمہاری حکومت رہ گئی ہے۔ یقیناً تمہیں معلوم ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کو شکست نہیں دے سکے۔ اور خدا ہی

باقی صفحہ نمبر9پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اسلام کی جنگیں برائے جنگ نہ تھیں بلکہ آزادئ ضمیر و مذہب کے قیام کے لئے تھیں اور دنیا کو امن وسلامتی دینے کے لئے تھیں

جو بھی مسلمان کہلانے والے ہیں ان کو اسلام کو بدنام کرنے کی بجائے اس بات سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی زیادہ سے زیادہ تعمیل کریں

آج اسلام پر جو ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں یہ حملے دراصل اسلام کو نہ سمجھنے اور بعض مسلمانوں کے غلط روّیے اور غلط حرکات کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔

(قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دینے کی وجوہات اور اس سے متعلقہ احکام اور قواعد وضوابط کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 29/جون 2007ء بمطابق 29/احسان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اصلاح اور انصاف قائم کرنے کی، امن، صلح اور سلامتی کی تعلیم کا ذکر کیا تھا اور اس بارے میں قرآنی احکامات بیان کئے تھے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے سے ہی دنیا میں صلح اور سلامتی کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور اس کی بنیاد تقویٰ پر منحصر ہے اور قرآن کریم میں تقویٰ پر قائم رہنے کا ایک مسلمان کو اس قدر تاکیدی حکم ہے اور بار بار حکم ہے کہ ایک مومن سے توقع ہی نہیں کی جاسکتی کہ وہ دنیا کی بدامنی میں کوئی کردار ادا کرسکتا ہے۔

اس بارہ میں قرآن کی تعلیم کا اس حوالے سے مَیں نے ذکر کیا تھا کہ کسی مسلمان کو نہ انفرادی طور پر، نہ حکومتی طور پر یہ زیبا ہے کہ کسی قوم سے دشمنی کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہ کرے۔ اسلام ہر قوم سے صلح وآشتی کے تعلقات استوار کرنے کی، قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے، سوائے ان کے جو براہ راست جنگوں کو مسلمانوں پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس ضمن میں آج مزید اسلامی قرآنی تعلیم کا ذکر کروں گا کہ کیوں اور کس حد تک جنگ کی اجازت ہے۔ اور اگر بعض صورتوں میں جنگ نہ کی جائے جس کی اسلام نے ابتدائی زمانہ میں اجازت دی تھی تو کیا کیا نقصانات ہوسکتے ہیں اور کیا بھیانک نتائج اس کے نکلتے ہیں یا اُس وقت نکلنے کا امکان تھا۔ اس سے ثابت ہوگا کہ قتال کی اجازت دنیا کے امن وسلامتی کے لئے تھی نہ کہ دنیا میں فتنہ وفساد پیدا کرنے کے لئے جیسا کہ آج کل اسلام مخالف پروپیگنڈا کرنے والے شور مچا رہے ہیں۔ اگر ان مخالفین کا، یا ان کے ہمنواؤں کا، یا ان کی حمایت میں کھڑے لوگوں کے اپنے مذہب اور ان کی حکومتوں کے عمل اور دنیا کے امن وامان کی اور سکون کی بربادی کی جو کوششیں یہ کر رہے ہیں ان کا ذکر شروع ہو تو ان کے لئے کوئی راہ فرار نہیں رہتی۔ لیکن ہمارا مقصد دلوں کے کینوں اور بغضوں اور حسدوں کو مزید ہوا دینا نہیں ہے اس لئے قرآنی تعلیم کے بارے میں یہاں ذکر کروں گا جس سے کہ مزید یہ کھلے گا کہ جنگوں یا قتال کی جو اجازت ملی تھی وہ کن بنیادوں پر تھی۔ اسی سے اسلام کی خوبصورت تعلیم مزید واضح ہوتی ہے۔ یہ ایسی تعلیم ہے کہ کسی بھی دوسرے مذہب کی تعلیم کے مقابلے میں بڑی شان اور خوبصورتی سے اپنا مقام ظاہر کرتی ہے، اس کے پاس کوئی دوسری تعلیم پھٹک بھی نہیں سکتی۔ پس اس بارے میں کسی بھی احمدی کو، کسی بھی معترض اسلام کا جواب دینے میں معذرت خواہانہ رویہ اپنانے یا اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے جس کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کا قیام ہے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں جو جنگیں لڑی گئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہات ہیں۔

نمبر ایک یہ کہ دفاعی طور پر یعنی بطریق حفاظتِ خود اختیاری، اپنی حفاظت اور دفاع کے لئے۔

دوسرے بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون جب مسلمانوں پر حملے کئے گئے تو دشمن کو سزا دینے کے لئے، ان سے جنگ کی گئی۔ اسلامی حکومت تھی، سزا کا اختیار تھا۔

نمبر تین بطور آزادی قائم کرنے کے یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے۔ ان لوگوں کی طاقت توڑنے کے لئے جو اس وقت اسلام لانے والوں پر ظلم توڑتے تھے اور ان کو محض اس لئے قتل کیا جاتا تھا، اس لئے تکلیفیں دی جاتی تھیں کہ تم مسلمان ہوگئے ہو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کی جو بھی صورت تھی ان صورتوں میں قرآنی تعلیم کیا ہے۔ اس تعلیم کو دیکھ کر ایک عام عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اُن حالات میں جن میں مسلمانوں کو قتال یا جنگ کی اجازت دی گئی تھی، اگر اجازت نہ دی جاتی تو دنیا کا امن تباہ وبرباد ہو جاتا اور سلامتی ختم ہو جاتی۔ یہ اتنی خوبصورت تعلیم ہے کہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، دوسرے مذہب کی کوئی بھی تعلیم، نہ عیسائیت کی، نہ یہودیت کی نہ کسی اور مذہب کی اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ (الحج : 40) ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے، قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

پھر فرمایا اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ـ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ـ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ـ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج : 41) کہ وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا،

محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع، ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبے والا ہے۔

یعنی اس لئے اجازت دی جاتی ہے کہ نمبر 1 یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا کیونکہ ان پر جو ظلم ہوئے تھے بلاوجہ جو قتل کیا جا رہا تھا، اس لئے ان کو اجازت دی جاتی ہے کہ اب تمہاری حکومت قائم ہو گئی ہے تو جب تمہارے پر حملہ ہو یا تمہیں کوئی قتل کرنے کے لئے آئے تو لڑو اور بدلہ لو۔ یا حکومت قائم ہے تو سزا کے طور پر قاتل کو سزا دو۔

پھر فرمایا دوسری بات کہ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی ان کے گھروں سے ان کو بلاوجہ نکالا گیا۔ ان کا قصور کیا ہے؟ قصور یہ کہ وہ کہتے ہیں رَبُّنَااللّٰہُ کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ اجازت نہ دی جاتی جو کہ مسلمانوں کو ایک لمبا عرصہ صبر کرنے اور ظلم سہنے اور ظلم میں پسنے کے بعد دی گئی تو دنیا میں ہر طرف ظلم و فساد نظر آتا۔

پس یہ اصولی حکم آ گیا کہ جب کوئی قوم دیر تک مسلسل دوسری قوم کے ظلموں کا تختہ مشق بنی رہے تو یہ اجازت دی جاتی ہے کہ جب اس کی حکومت قائم ہو تو اگر اس کے اختیارات ہیں تو وہ جنگ کرے۔ لیکن اس کا مقصد ظلم کا خاتمہ ہے نہ کہ ظلموں کے بدلے لینے کے لئے حد سے بڑھ جانے کا حکم۔ اس چیز کو بھی محدود کیا گیا ہے اس پُر حکمت ارشاد نے دوسرے مذاہب کے تحفظ کا بھی انتظام کروا دیا کہ اگر یہ اجازت نہ دی جاتی تو ہر مذہب کی عبادت گاہ ظالموں کے ہاتھوں تباہ و برباد کر دی جاتی جس سے نفرتیں اور بڑھتی ہیں اور سلامتی دنیا سے اٹھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ہمیشہ سے ظالم کو ظلم سے روکنے کی اجازت ہے۔ پس اگر یہ اسلام کی حکومت پر الزام لگانے والے ہیں تو یہ انتہائی غلط الزام ہے۔ جب ظلم حد سے بڑھتا ہے تو اس کو روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام مذہب کے معاملے میں کسی پر سختی نہیں کرتا، کہتا ہے اس معاملے میں کسی پر سختی نہیں۔ اپنے مذہب میں نہ کسی کو زبردستی شامل کیا، نہ کیا جا سکتا ہے، نہ اس کا حکم ہے۔ مذہب ہر ایک کے دل کا معاملہ ہے، اس لئے ہر ایک اپنی زندگی اس کے مطابق گزارنے کا حق رکھتا ہے۔ اس حکم میں مسلمانوں کو اس اہم امر کی طرف بھی توجہ دلا دی کہ جہاں تمہاری حکومت ہے، تمہیں اس بات سے باز رہنا چاہئے کہ دوسرے مذاہب کے راہب خانے، گرجے اور معابد ظلم سے گراؤ ورنہ پھر یہ ظلم ایک دوسرے پر ہوتا چلا جائے گا تمہاری مسجدیں بھی گرائی جائیں گی اور یوں فساد کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

بدقسمتی سے آج بعض مسلمان ملکوں میں بشمول پاکستان بھی، بعض مفاد پرست مُلّاں اسلام کے نام پر عیسائیوں کو بھی نوٹس دے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں اخباروں میں آ رہا تھا۔ چارسدّہ میں نوٹس دیا کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے یا تمہارا گرجا گرا دیا جائے گا۔ چند سال پہلے گرائے بھی گئے تھے۔ تو یہ چیز ہے جس نے اسلام کو بدنام کیا ہے اور مخالفین اسلام کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع دیا ہے۔ آج مسلمانوں کو ان وجوہات کی وجہ سے ہر جگہ جو سبکی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ بھی اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر فساد اور شر کو ختم کرنے کے لئے عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تمہارے شامل حال رہے گی۔

آج ہم دیکھتے ہیں بظاہر کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت مسلمان حکومتوں کے شامل حال نظر نہیں آ رہی، بہت ہی بری حالت میں ہیں۔ پھر احمدیوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں مسجدیں گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض جگہ کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بن رہے ہیں اور اسی وجہ سے برکت اٹھ رہی ہے۔ آج دیکھیں پاکستان کا حال کیا ہے، جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، تقریباً تمام ملکوں کا یہی حال ہے۔ پس اگر حکومت نے ان جاہل مولویوں کو اب بھی لگام نہ دی تو یہ جنگ اللہ کے خلاف ہے۔ جہاں تک احمدی کا سوال ہے، احمدی تو مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے سختی کا جواب سختی سے نہیں دیتے کیونکہ جس حکومت میں رہ رہے ہیں، اس کے قانون کی پابندی کی وجہ سے ٹھیک ہے ظلم سہہ لیتے ہیں، صبر کر رہے ہیں۔ اور یوں بھی اب مسیح موعود کے زمانے میں توپ و تفنگ کی جو ظاہری جنگ ہے اس کی ممانعت ہے۔ احمدیوں نے تو اینٹ کا جواب اینٹ سے یا پتھر کا جواب پتھر سے نہیں دینا لیکن خدا تعالیٰ ضرور اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کو آئے گا۔

ان اسلامی ملکوں کو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے یا احمدیوں کے خلاف قانون پاس کئے جاتے ہیں ہوش کرنی چاہئے کہ ان ظلموں کی انتہا کی وجہ سے یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض سے بھڑا کر کیا جاتا ہے تو اس ناشکری کی وجہ سے یہ بات ان پر بھی پڑ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ صرف مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ اگر مسلمان مظلوم ہوں گے تو ان کو اجازت ہے کہ تلوار اٹھائیں یا یہ امن و سلامتی صرف مسلمانوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہے بلکہ ہر مذہب والے کے لئے یہ حکم ہے۔ وہ بھی اگر مظلوم ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا بھی انتظام کرے گا۔ اور احمدی جو نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا آنحضرت ﷺ کے حکموں پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے ہیں۔ جو کلمہ طیبہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو سب سے زیادہ اپنے دلوں میں قائم کرنے والے اور اس کی روح کو جاننے والے ہیں اور سب سے زیادہ اس کلمے پر ایمان لانے والے ہیں، اُن پر ظلم کر کے، اُن کی مسجدوں کو گرا کر یہ لوگ خود اپنے آپ کو اس حدیث کے نیچے لاتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان دوسرے مسلمان پر حملہ کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا۔ اور مسلمان کی تعریف جیسا کہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں یہی ہے کہ وہ کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر یقین رکھتا ہو اور اس کا اس پر ایمان ہو۔ پس مسیح موعود کی جماعت نے تو کسی پر بھی ہاتھ نہیں اٹھانا کیونکہ اس وقت ہم حکومتوں کے ماتحت تو ہیں لیکن حکومت ہمارے پاس نہیں ہے اور مسیح موعود کے زمانے میں جہاد کی اس لحاظ سے ویسے بھی ممانعت کر دی گئی ہے کہ سختی نہیں کرنی۔ ہم تو عام حالات میں بھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تو جو کلمہ گو ہیں، جو اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کے خلاف ہاتھ اٹھانے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ وہ جو مرضی کرتے رہیں ہماری طرف سے ان کے لئے سلامتی کا پیغام ہی ہے۔ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان ظلموں کو دُور کرنے کے راستے انشاء اللہ تعالیٰ خود کھولنے والا ہے۔ آج نہیں تو کل یہ رستے انشاء اللہ تعالیٰ کھلیں گے اور احمدی انشاء اللہ ہر جگہ آزادی کا سانس لے گا۔ لیکن ہمیں یہ بھی فکر رہتی ہے کہ اگر یہ حکومتیں اور ان کے شرپسند لوگ باز نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کے مطابق جن کو دفاع کے لئے بھیجتا ہے وہ کہیں اپنی حدوں سے آگے نہ بڑھ جائیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بہت سارے ایسے ہوں جو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔ ان کے لئے تو کوئی زیادتی کی حدیں نہیں ہیں وہ پھر حدیں پھلانگتے چلے جاتے ہیں۔ پس ہمیں ان لوگوں کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ یہ پیغام جہاں مظلوم مسلمانوں کے لئے تسلی کا پیغام ہے وہاں مسلمان کہلا کر پھر ظلم سے باز نہ آنے والوں کے لئے خوف کا مقام بھی ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت کی اس پیغام میں ضمانت دی ہے۔ مسلمان کہلا کر پھر اس پر عمل نہ کرنے والا خود اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آتا ہے۔ تو جو بھی مسلمان کہلانے والے ہیں ان کو اسلام کو بدنام کرنے کی بجائے اس بات سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی زیادہ سے زیادہ تعمیل کریں، ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد کبھی بھی شامل حال نہیں ہوگی۔ اللہ کرے کہ مسلمانوں کو عقل آ جائے اور اس حکم کے تحت ہر مظلوم کا دفاع کرنے والے ہوں اور ہر ظالم کو ظلم سے روکنے والے بنیں کیونکہ مسلمانوں کی سلامتی بھی جیسا کہ مَیں نے کہا اسی سے وابستہ ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ۔وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (الحج:42) جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

SHAHEEN REISEN

Authorised Travel Agent in Germany

یورپ سے انگلستان کے لیئے سفر کرنے والے کرم فرماؤں کے لیئے خوشخبری

جلسہ سالانہ UK کے مبارک موقع پر FERRY کی ٹکٹ انتہائی مناسب قیمت پر بکنگ جاری ہے۔

اس سُنہری موقع پر E-MAIL کے ذریعہ فیری بک کروانے پر مزید 10% خصوصی رعایت سے فائدہ اُٹھائیں۔

نیز اس کے علاوہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے لیئے اسپیشل آرام دہ BUS کی سروس محدود سیٹیں

DARMSTADT سے روانگی۔ 25 جولائی 2007ء - LONDON سے واپسی۔ 30 جولائی 2007ء

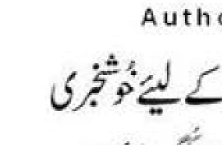

مزید معلومات کے لیئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

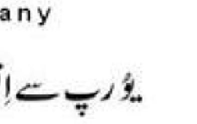

Tel.: 06151 – 36 88 525

E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

پس یہ ہے ان لوگوں کا کام جب ان کے پاس طاقت آ جاتی ہے۔ جب اللہ کی مدد سے وہ ظالموں پر غالب آ جائیں، جب ان کی اپنی حکومت ہو، جہاں وہ اسلامی طریق کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں تو پھر اپنے جائزے لیں اور سوچیں کہ یہ سب کچھ جو ملا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملا ہے۔ ہم نے اب ان لوگوں جیسا نہیں ہونا جن کا مقصد لوگوں کو ان کی آزادیوں سے محروم کرنا ہے بلکہ ایک اسلامی حکومت سے بلا امتیاز مذہب یا دوسری وابستگیوں کے ہر شہری کے لئے آزادیٔ رائے اور ضمیر کی توقع کی جاتی ہے۔ ہر ایک کے لئے ملکی سیاست میں آزادی سے شمولیت کی توقع کی جاتی ہے جہاں ہر ایک کے لئے بحیثیت شہری ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں اور یہ اسلامی حکومتوں کا کام ہے۔ اور اسلامی حکومت چلانے کے یہ اسلوب اس وقت آئیں گے اور شہریوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق تب ملے گی جب یہ بات ہر وقت پیش نظر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مجھے ہر وقت دیکھ رہی ہے۔ میرا کسی کے بھی حقوق غصب کرنا، مجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا کیونکہ اس کی ہر چیز پر نظر ہے۔ پس ایک مسلمان کو یا مسلمان حکومت کو طاقت اور امن اور سلامتی مل جانے کے بعد حقیقی عبادت گزار بننا ہوگا۔ کیونکہ حقیقی عبادت گزار بنے بغیر، نمازوں کے قیام کے بغیر، اللہ کا خوف دلوں میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور حقیقی نمازیں وہ ہیں جو اللہ کے خوف اور تقویٰ سے ادا کی جاتی ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بہت سارے نمازی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہلاکت بھیجی ہے۔ جن کی نمازیں منہ پر ماری جائیں گی۔ تو یہ سوچنا ہوگا کہ کیا ہم وہ نمازیں ادا کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنے والے لوگوں کی نمازیں ہیں۔ پھر مالی قربانی بھی کرنی ہوگی نہ یہ کہ ظلم کرتے ہوئے دوسروں کے مال کو غصب کر جائیں۔ پھر نیکیوں کی تلقین ہے بری باتوں سے روکنا ہے اور یہ اللہ کے تقویٰ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

پس ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ ایک اسلامی حکومت طاقت آنے کے بعد صرف اپنی طاقت کو غلط ذرائع سے بڑھانے میں مصروف نہ ہو جائے بلکہ بلا امتیاز مذہب و نسل ہر شہری کے حقوق کی حفاظت، غریبوں کو ان کا مقام دینا یہ اس کا کام ہے تا کہ معاشرے اور ملک میں امن اور سلامتی کی فضا پیدا ہو سکے۔ اور خاص طور پر ہر شہری کے اُس کے ضمیر کے مطابق مذہب اختیار کرنے اور اس کے مطابق عبادت کرنے اور اس کی عبادتگاہوں کی حفاظت کی ضمانت دینا یہ ایک اسلامی حکومت کا کام ہے۔ کیونکہ یہی چیز ہے جو امن اور سلامتی کی بھی ضمانت ہے۔

پس آج تمام اسلامی حکومتوں کا کام ہے کہ اسلام کی یہ حقیقی تصویر تمام دنیا کے سامنے پیش کریں۔ جماعت احمدیہ کے پاس تو حکومت نہیں ہے لیکن ہم دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ توفیق دے کہ یہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والے بنیں تا کہ آج اسلام پر ہر طرف سے جو حملے ہو رہے ہیں اور جو حملے دراصل اسلام کو نہ سمجھنے اور بعض مسلمانوں کے غلط رویّے اور غلط حرکات کی وجہ سے ہو رہے ہیں، ان کو دنیا کے ذہنوں سے نکالا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنگ کی جو اجازت ہے اسلامی حکومت کو دی جاتی ہے، ان وجوہات کی وجہ سے جو پہلے بیان ہوئی ہیں۔ لیکن اجازت کے باوجود اس کی حدیں مقرر کی گئی ہیں، اس کے قواعد وضوابط مقرر کئے گئے ہیں، کھلی چھٹی نہیں مل گئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اگر دشمن ظلم کرتا ہے تو تم بھی یہ نہ ہو کہ ظلم کرنے والے بنو بلکہ جس حد تک ہوسکتا ہے، اپنی جنگ کو اس حد تک محدود رکھو کہ جہاں صرف ظلم رُک جائے۔ کسی قسم کی بھی زیادتی اسلامی حکومت کی طرف سے نہیں ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرۃ:191) اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر فرمایا وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ۔ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۔ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ (البقرۃ:192) اور (دوران قتال، جنگ کے دوران) انہیں قتل کرو، جہاں کہیں بھی تم انہیں پاؤ اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے تمہیں انہوں نے نکالا تھا اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پس اگر وہ تم سے قتال کریں تو پھر تم ان کو قتل کرو، کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔

پھر فرمایا فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرۃ:193) پس اگر وہ باز آ جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرماتا ہے وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (البقرۃ:194) اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اختیار کرنا) اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آ جائیں تو (زیادتی کرنے والے) ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔

تو یہ ہے عدل و انصاف پر مبنی اسلام کی سلامتی کی تعلیم کہ جنگ کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ جنگ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہوا کوئی کام بھی ظلم پر مبنی نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ کی خاطر جنگ کا مطلب ہے کہ اُن لوگوں سے لڑو جو اللہ کی عبادت سے روکتے ہیں، جو ظلم کرتے ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، ظلم و تعدّی میں حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ پس یہ لڑائی لڑنے کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو کہ یہ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی جنگ ذاتی لالچوں، حرصوں اور اپنی حکومت کا رسوخ بڑھانے کے لئے ہے تو ایسی جنگ اسلام میں قطعاً منع ہے۔

اور پھر فرمایا یہ جنگ اس وقت جائز ہے جب دشمن تم پر حملے میں پہل کرے۔ پھر یہ بھی اجازت نہیں کہ جس قوم سے جنگ ہو رہی ہے اس کے ہر شخص سے تمہاری جنگ ہے بلکہ اگر اس طرح کرو گے تو زیادتی ہوگی اور زیادتی کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ تمہاری جنگ صرف فوجیوں سے ہونی چاہئے جو ہتھیار لے کر تمہارے سامنے آئیں۔

پھر فرمایا کہ جنگ کو محدود رکھو۔ یہ نہیں کہ دشمن کو سبق دینے کے لئے جنگ کے میدان وسیع کرتے چلے جاؤ۔ پھر عبادتگاہوں کے قریب بھی جنگ سے بھی منع کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ دشمن مجبور کرے کجا یہ کہ ان عبادتگاہوں کو گرایا جائے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ اپنے لشکروں کو خاص طور پر ہمیشہ یہ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ معبدوں اور گرجوں کی حفاظت کرنی ہے، ان کو نہیں گرانا، ان کو نقصان نہیں پہنچانا۔ اور مسجد حرام کے اردگرد تو جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جو امن اور سلامتی کے ساتھ تمام دنیا کے لوگوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر کے امت واحدہ بنانے والا ہے۔ اس لئے اس کا تقدس تو ہر حال میں قائم رہنا چاہئے سوائے اس کے کہ دشمن مجبور کرے اور تم پر حملہ کرے تو پھر مجبوری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جنگ کی اجازت دینے کا مقصد دنیا کے فساد کو دُور کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جب فتنہ ختم ہو جائے یا دشمن جنگ سے باز آ جائے تو پھر ایک مسلمان سے کسی بھی قسم کی زیادتی سرزد نہیں ہونی چاہئے۔ جب مذہبی آزادی قائم ہوگی تو پھر سیاسی مقاصد کے لئے جنگوں کا کوئی جواز نہیں۔ پس یہ ہے اسلامی تعلیم۔ اگر اسلام کا مقصد صرف طاقت کے زور سے اسلام کو پھیلانا ہوتا تو یہ حکم نہ ہوتا کہ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اگر وہ باز آ جائیں تو پھر ان پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہے۔ پھر جنگوں کے بلاوجہ بہانے تلاش نہ کرو۔ ہر ایک کو اپنے مذہب کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا حق ہے۔ جنگ صرف اس وقت تک ہے جب وہ تمہارے سے جنگ کر رہے ہیں نہ اس لئے کہ ان کے مذہب کو بدلا جائے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْلَھُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ (الانفال:39) جنہوں نے کفر کیا ان سے کہہ دے کہ وہ باز آ جائیں تو جو کچھ گزر چکا وہ انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ (جرم کا) اعادہ کریں تو یقیناً پہلوں کی سنّت گزر چکی ہے۔

پھر فرمایا وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (الانفال:40) اور تم ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین خالصتاً اللہ کے لئے ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آ جائیں تو یقیناً اللہ اس پر جو وہ عمل کرتے ہیں گہری نظر رکھنے والا ہے۔

پھر فرمایا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (الانفال:41) اور اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو جان لو کہ اللہ ہی تمہارا والی ہے۔ کیا ہی اچھا والی اور کیا ہی اچھا مدد کرنے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان آنحضرت ﷺ کے ذریعہ کروایا کہ ہم یہ جنگ کوئی ظلم و تعدّی کی وجہ سے نہیں کر رہے بلکہ یہ تم ہو جنہوں نے ہمیں مکّہ میں بھی ظلم کا نشانہ بنایا، اب بھی تم ہم پہ جنگ ٹھونس رہے ہو۔ جنگ بدر کے بعد کفّار سے کہا جا رہا ہے، جو کہ مکّہ سے ہجرت کے تھوڑے عرصہ بعد ہی لڑی گئی تھی۔ ابھی تو ان تکلیفوں اور ظلموں اور زیادتیوں کی یادیں بھی تازہ تھیں جو کفار مکہ نے کیں۔ مسلمانوں کو جس طرح ظلم کا

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

نشانہ بنایا گیا، خود آنحضرت ﷺ کو جو دُکھ اور تکلیفیں دی گئیں ان کی یادیں بھی تازہ تھیں۔ تو بدر کی جنگ میں جب انہوں نے حملہ کیا تو کفّار کو شکست کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ پر مدد کا یقین بھی مزید مضبوط ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا کہ مسلمان کا دل بغض اور کینہ اور بدلہ لینے سے بہت بالا ہے۔ ہر مسلمان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ سلامتی کا چلتا پھرتا پیغام ہو۔ یہ اعلان اس لئے فرمایا کہ ہم تمہارے پرانے ظلم بھی معاف کرتے ہیں۔ تمہارا یہ جنگ ٹھونسنا بھی ہم معاف کرتے ہیں۔ اگر تم ہم سے آئندہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرنا چاہو۔ یہ عہد کرو تو ہماری طرف سے بھی پابندی ہوگی۔ لیکن اگر باز نہیں آؤ گے تو پھر ہماری مجبوری ہے۔ جب بھی تم حملہ کرو گے، یا ہمارے ساتھیوں کو، دوسرے مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچاؤ گے تو تمہارے ظلم کو روکنے کی وجہ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ تو اللہ کے دین کی خاطر اور دنیا کے امن اور سلامتی کی خاطر ہمیں لڑنا پڑے گا تو لڑیں گے۔

یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ فرمایا وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ یعنی اور دین خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔ اعتراض کرنے والے اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ تم جنگ کرتے چلے جاؤ اور اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ تمام دنیا پر اسلام پھیل جائے۔ تو یہ تو کم عقلی اور کم فہمی ہے اور اسلام پر الزام تراشی ہے۔ اگر سیاق وسباق کے ساتھ دیکھیں اور دوسری آیات کے ساتھ دیکھیں، جن میں سے چند کا مَیں نے ذکر بھی کر دیا ہے تو اس سے صاف مطلب بنتا ہے کہ کیونکہ ہر شخص کے دین کا معاملہ اپنے خدا کے ساتھ ہے اس لئے جس کا جو دین ہے وہ اختیار کرے۔ اسلام کا پیغام پہنچانا تو ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن اس کو زبردستی منوانا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ یہ اللہ کا معاملہ ہے۔ ''اللہ کے لئے دین ہو جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی تم کام کرو وہ خالصتاً اللہ کے لئے کرو، نہ یہ کہ اسلام کو زبردستی ٹھونسو۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو یہ اس کی مرضی ہے، ہر ایک کا عمل اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے پھر وہ جو چاہے گا سلوک کرے گا۔

آنحضرت ﷺ کی ذات پر بھی یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپؐ بھی نعوذ باللہ زبردستی لشکر کشی کیا کرتے تھے اور زبردستی مسلمان بناتے تھے اور اسی لئے یہ جنگیں لڑی گئیں۔ اور اس دلیل کے علاوہ یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھا کرتے تھے یا جب کوئی لشکر بھجواتے تھے یا جب کوئی غزوہ ہوتا تھا اَسْلِمْ تَسْلَمْ یا اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا کا پیغام بھجواتے تھے یعنی اسلام قبول کرلو تو محفوظ رہو گے۔ اور اس کا نتیجہ نکالنے والے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ یہ دھمکی ہے کہ اسلام قبول کرلو ورنہ پھر ہم طاقت کے زور سے منوائیں گے۔

پہلی بات تو یہ کہ آنحضرت ﷺ خالصتاً تبلیغی نقطہ نظر سے یہ فرماتے تھے کہ اسلام کا پیغام ہی ہے جو سلامتی کا پیغام ہے اس لئے اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے سائے تلے آ جاؤ۔ یہ معترضین تو دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں یہ کم از کم اتنی عقل کرتے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو آنحضرت ﷺ نے تبلیغی خطوط لکھے اور ایک ہی وقت میں خطوط لکھے اور بقول معترضین کے کہ یہ دھمکی آمیز الفاظ ہیں تو یہ خطوط ایک ہی وقت میں دنیا کی تمام بڑی بڑی حکومتوں کو، بادشاہوں کو لکھے جا رہے ہیں کہ اگر نہ مانو گے تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر ان کے مطابق اس کے معنے لئے جائیں تو کوئی بھی عام عقل کا انسان بھی اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتا کہ تمام دنیا سے ایک وقت میں ٹکر لی جائے جبکہ خود اس وقت اسلام کی طاقت محدود تھی۔ ان کو کچھ تو عقل کرنی چاہئے، سوچنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے جو خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور اس کی ذات پر آپ کو مکمل یقین تھا آپؐ نے یہ پیغام دیا لیکن اس لئے دیا کہ آپؐ انسانی ہمدردی چاہتے تھے اور آپؐ کو یقین تھا کہ اس دین میں ہی اب امن وسلامتی ہے۔ یہی دین ہے جو امن اور سلامتی پھیلانے والا دین ہے اس لئے دنیا کو اسے تسلیم کرنا چاہئے۔ اور اس نیت سے انہوں نے یہ پیغام مختلف بادشاہوں کو بھجوائے۔ آنحضرت ﷺ، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا آخری شرعی پیغام دے کر دنیا میں بھیجا سے زیادہ کوئی بھی اس یقین پر قائم نہیں ہو سکتا تھا کہ اب یہی پیغام ہے جو دنیا کی سلامتی کا ضامن ہے۔ پس اس لحاظ سے انہی الفاظ کے ساتھ آپؐ نے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بادشاہوں کو بھی دعوت دی اور آپ اس ہمدردی کی وجہ سے ہر حد سے بڑھے ہوئے کو جو اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھا جنگ شروع ہونے سے پہلے یہی پیغام بھیجا کرتے تھے کہ اسلام تو امن وسلامتی اور صلح کا پیغام ہے اب جبکہ تم ہم پر جنگ ٹھونس رہے ہو ہم اب بھی اس سے گریز کرتے ہوئے تمہیں یہ سلامتی کا پیغام دیتے ہیں کہ اگر تم اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتے ہو تو رہو۔ بیشک اپنے طریق کے مطابق عبادت کرو لیکن اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور مسلمانوں کو تنگ کرنے سے باز آ جاؤ۔ اور اب جبکہ تم نے ہم پہ جنگ ٹھونسی ہے اور اس کو ماننے کو تیار نہیں تو اب یہی ایک حل ہے کہ اگر تم جنگ ہارتے ہو تب بھی تمہیں فرمانبرداری اختیار کرنا پڑے گی اور اگر جنگ کئے بغیر اسلام کی فرمانبرداری اور اطاعت میں آتے ہو تب بھی ٹھیک ہے، تمہارے سارے حقوق تمہیں دیئے جائیں گے۔ پس یہ الزام قطعاً غلط ہے کہ نعوذ باللہ کوئی دھمکی تھی بلکہ اس کو جس طرح بھی لیا جائے یہ اس حکم کی تعمیل تھی کہ جب تک دین خالصتاً اللہ کے لئے (نہ) ہو جائے امن قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی دینی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ جنگوں میں کس طرح محکوم قوم کا خیال رکھا کرتے تھے اور اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک فرمایا کہ جنگ میں کوئی دھوکے بازی نہیں کرنی۔ آپ کے حملے بھی ہمیشہ دن کی روشنی میں ہوا کرتے تھے۔ حکم تھا کہ کسی بچے کو نہیں مارنا، کسی عورت کو نہیں مارنا، پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا، بوڑھوں کو نہیں مارنا بلکہ جو تلوار نہیں اٹھاتا اسے بھی کچھ نہیں کہنا چاہے وہ نوجوان ہو۔ پھر دشمن ملک کے اندر خوف اور دہشت پیدا نہیں کرنی۔ لشکر جنگ میں اپنا پڑاؤ ڈالیں تو ایسی جگہ ڈالیں جہاں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور فرمایا جو اس بات کی پابندی نہیں کرے گا اس کی لڑائی خدا کے لئے نہیں ہوگی بلکہ اپنے نفس کے لئے ہوگی اور جو لڑائیاں نفس کے لئے لڑی جاتی ہیں اس میں ظلم وتعدّی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا کرتا۔ تو اس ظلم وتعدّی کو روکنے کے لئے ہی اور اس سلامتی کو پھیلانے کے لئے ہی حکم ہے کہ تمہارا ہر کام خدا کی خاطر ہونا چاہئے۔

پھر دیکھیں انسانی ہمدردی کی انتہا۔ آپ ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دشمن کے منہ پر زخم نہیں لگانا۔ کوشش کرنی ہے کہ دشمن کو کم از کم نقصان پہنچے۔ قیدیوں کے آرام کا خیال رکھنا ہے۔ غالباً جنگ بدر کے ایک قیدی نے بیان کیا کہ جس گھر میں وہ قید تھا اس گھر والے خود کھجور پر گزارا کرتے تھے اور مجھے روٹی دیا کرتے تھے اور اگر کسی بچے کے ہاتھ میں بھی روٹی آ جاتی تھی تو مجھے پیش کر دیتے تھے۔ اس نے ذکر کیا کہ مَیں بعض دفعہ شرمندہ ہوتا تھا اور واپس کرتا تھا لیکن تب بھی (کیونکہ یہ حکم تھا، اسلام کی تعلیم تھی) وہ باصرار روٹی مجھے واپس کر دیا کرتے تھے کہ نہیں تم کھاؤ۔ تو بچوں تک کا یہ حال تھا۔ یہ تھی وہ سلامتی کی تعلیم، امن کی تعلیم، ایک دوسرے سے پیار کی تعلیم، دوسروں کے حقوق کی تعلیم جو آنحضرت ﷺ نے اپنی امت میں قائم کی۔ اور بچہ بچہ جانتا تھا کہ اسلام امن وسلامتی کے علاوہ کچھ نہیں۔ پھر کسی بھی قوم سے اچھے تعلقات کے لئے اس کے سفیروں سے حسن سلوک انتہائی ضروری ہے۔ آپؐ کا حکم تھا کہ غیر ملکی سفیروں سے خاص سلوک کرنا ہے۔ ان کا ادب اور احترام کرنا ہے اگر غلطی بھی ہو جائے تو صرف نظر کرنی ہے، چشم پوشی کرنی ہے۔ پھر اس امن قائم کرنے کے لئے فرمایا کہ اگر جنگی قیدیوں کے ساتھ کوئی مسلمان زیادتی کا مرتکب ہو تو اس قیدی کو بلا معاوضہ آزاد کر دو۔ تو یہ احکام ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کی جنگیں برائے جنگ نہ تھیں بلکہ اسلام کے لئے، اللہ تعالیٰ کے لئے تھیں۔ آزادی ضمیر ومذہب کے قیام کے لئے تھیں اور دنیا کو امن وسلامتی دینے کے لئے تھیں۔

پھر قیدیوں سے حسن سلوک کے بارے میں قرآنی تعلیم ہے کہ اگر کسی قیدی کو یا غلام کو فدیہ دے کر چھڑانے والا کوئی نہ ہو اور وہ خود بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو فرمایا وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ (النور:34) یعنی تمہارے غلاموں یا جنگی قیدیوں میں سے جو تمہیں معاوضہ دینے کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں تو اگر تم ان میں صلاحیت پاؤ کہ ان میں یہ صلاحیت ہے، ان کو کوئی ہنر آتا ہے کہ وہ اس معاہدے کے تحت کوئی کام کر کے اپنی روزی کما سکتے ہیں تو تحریری معاہدہ کر لو اور ان کو آزاد کر دو اور وہ مال جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے بھی کچھ انہیں دو۔ یہ جو جنگوں کا خرچ ہے کیونکہ اس وقت انفرادی طور پر پورا کیا جاتا تھا تو جس مالک کے پاس وہ غلام ہے وہ اس کا کچھ خرچ برداشت کرے یا وہ نہیں کرتا تو مسلمان اکٹھے ہو کر اس کے لئے سامان کر دیں اس طرح اس کو آزادی مل جائے یا لکھ کر آزادی مل جائے یا اگر اس کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو جو تھوڑی بہت کمی رہ گئی اپنے پاس سے پوری کر دو تا کہ وہ آزادی سے روزی کما سکے اور اس طرح معاشرے کا آزاد شہری بنتے ہوئے ملکی ترقی میں بھی شامل ہو سکے کیونکہ اس کا ہنر اس کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ملک کے بھی کام آ رہا ہوگا۔

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم جو ہر پہلو سے ہر طبقے پر سلامتی بکھیرنے والی ہے۔ ہر ایک کو آزادی

دلوانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ کی اس خوبصورت تعلیم کے جو مختلف پہلو ہیں (جو مختلف خطبات میں بیان کئے ہیں) ان کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اسلام کی روشن اور حسین تعلیم سے دنیا کو روشناس کروائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا۔

اس وقت ایک افسوسناک اعلان کروں گا۔ ڈنمارک کے ہمارے ایک مخلص فدائی احمدی مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب 25 جون کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد عیسائی پادری تھے۔ خود بھی یونیورسٹی میں کرسچین تھیالوجی (Christian Theology) کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، عیسائیت کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی پادری بننا تھا۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد اچانک ان کی زندگی میں انقلاب آیا اور 1955ء میں جب آپ یونیورسٹی کے فائنل امتحان کی تیاری کر رہے تھے آپ نے عیسائیت کو ترک کیا اور اسلام قبول کیا۔ جس کے بعد پھر 1956ء میں ہمارے مبلغ کمال یوسف صاحب سے رابطہ ہوا جو ان دنوں میں سویڈن میں تھے، ان کے ذریعہ پھر پوری تحقیق کر کے 1958ء میں خلافت ثانیہ میں آپ نے بیعت کی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ پھر 1958ء میں ہی آپ نے وصیت کی توفیق پائی اور اس طرح یہ سکینڈے نیوین ممالک میں پہلے موصی تھے اور 1961ء میں اپنی زندگی وقف کرنے کی درخواست بھیجی اور 15 نومبر 1962ء کو آپ کا تقرر بطور اعزازی مبلغ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخر وقت تک اس پر قائم رہے۔ ڈینش کے علاوہ انگلش، جرمن اور عربی زبان پر بھی ان کو عبور تھا اور قرآن کریم کا ڈینش ترجمہ بھی انہوں نے کیا جو پہلی بار 1967ء میں شائع ہوا۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے علاوہ بھی انہوں نے جماعت کا کافی لٹریچر پیدا کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ ان کی بہت ساری خدمات ہیں۔ کچھ عرصہ سے ان کو کینسر تھا جس کی وجہ سے بیمار تھے۔ مجھے سلام اور دعا کے لئے پیغام بھی بھجواتے رہتے تھے۔ ہر خلافت سے ان کا ہمیشہ تعلق رہا۔ ان کی اہلیہ بھی 1960ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئی تھیں۔ اہلیہ اور بیٹا ان کی یادگار ہیں۔

دوسرے مکرم استاذ صالح جابی صاحب جو سینیگال کے ہیں یہ یکم مئی کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ سینیگال کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور بڑے اچھے داعی الی اللہ تھے تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ علاقے کے معروف عربی استاد اور عالم تھے اور آپ کے گاؤں اور نزدیک کے دوسرے دیہات سے لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آتے رہتے تھے۔ 1985ء سے انہوں نے بطور معلم جماعت کو اپنی خدمات پیش کیں اور اس عہد کو وفات تک نبھایا۔

اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگوں کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ابھی جمعہ کی نماز کے بعد ان دونوں کی نماز جنازہ غائب پڑھوں گا۔ انشاء اللہ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خلافت راشدہ از صفحہ نمبر 4

ہے جس نے تمہیں رُسوا کیا۔ اسی طرح حج اکبر کے دن لوگوں میں اعلان کر دو کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں کے تمام اعتراضات سے بری ہو چکا ہے اور تمہارے جس قدر اعتراضات تھے وہ دُور ہو گئے۔ اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو جان لو کہ اَب بقیہ عرب میں ان کی تھوڑی بہت اگر کچھ حکومت باقی ہے تو وہ بھی تباہ ہو جائے گی۔ سوائے ان کے جو اُن مشرکوں میں سے تمہارے ساتھ معاہدہ کر لیں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ انہوں نے معاہدہ کو کسی صورت میں نہ توڑا ہو اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف دشمنوں کی کسی قسم کی مدد کی ہو۔ ایسے لوگوں کے ساتھ تم معاہدہ کو نبھاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ اور جس قدر مشرک ہیں ان میں ایک اعلان کر دو اور وہ یہ کہ آج سے چار ماہ کے بعد وہ عرب میں سے نکل جائیں اگر وہ نہ نکلیں اور عرب میں ہی ٹھہرے رہیں تو چونکہ انہوں نے گورنمنٹ کا آرڈر نہیں مانا ہوگا اس لئے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اس کے بعد تم مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کر دو اور جہاں پاؤ ان کو پکڑ لو اور پکڑ کر قید میں ڈال دو اور ان کی گھات میں تم ہر جگہ بیٹھو۔ ہاں اگر وہ مسلمان ہو جائیں اور نمازیں پڑھیں اور زکوٰتیں دیں تو بے شک انہیں چھوڑ دو کیونکہ خدا غفور اور رحیم ہے۔

اَب دیکھو حکومت کس چیز کا نام ہوتا ہے۔ حکومت اس بات کا نام نہیں کہ میاں، بیوی سے اپنی باتیں منوائے اور بیوی، میاں سے، بلکہ حکومت کا ایک خاص دائرہ ہوتا ہیض یہ نہیں کہ جو بھی کسی کو حکم دے اسے بادشاہ کہہ دیا جائے۔ انگریزی میں لطیفہ مشہور ہے کہ ایک بچے نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ابا جان بادشاہ کس کو کہتے ہیں؟ باپ کہنے لگا بادشاہ وہ ہوتا ہے جس کی بات کو کوئی ردّ نہ کر سکے۔ بچہ یہ سن کر کہنے لگا کہ ابا جان پھر تو ہماری اماں جان بادشاہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے وہ باپ ''زَن مرید'' ہوگا۔ تبھی اس کے بچہ نے کہا کہ اگر بادشاہ کی یہی تعریف ہے تو یہ تعریف تو میری والدہ پر صادق آتی ہے۔

حکومت کیلئے ضروری شرائط

غرض حکومت کا ایک خاص دائرہ ہوتا ہے اور جب ہم تسلیم کریں گے کہ فلاں حکومت ہے تو اس میں چند شرائط کا پایا جانا بھی ضروری ہوگا جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

(1) حکومت کیلئے ملکی حدود کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی جو نظام بھی رائج ہو اس کی ایک حد بندی ہوگی اور کہا جا سکے گا کہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک اس کا اثر ہے۔ گویا ملکی حدود حکومت کا ایک جُزوِ لَا یَنْفَک ہے۔

(2) حکومت کو افراد کی مالی جانی اور رہائشی آزادی پر پابندیاں لگانے کا اختیار ہوتا ہے۔ مثلاً حکومت کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو قید کر دے، کسی کو اپنے ملک سے باہر نکال دے یا کسی سے جبراً روپیہ وصول کر لے۔ اسی طرح جانی آزادی پر بھی وہ پابندی عائد کر سکتی ہے۔ مثلاً وہ حکم دے سکتی ہے کہ ہر نوجوان فوج میں بھرتی ہو جائے۔ یا اگر کہیں والنٹیئروں کی ضرورت ہو تو وہ ہر ایک کو بُلا سکتی ہے۔

(3) تیسرے، لوگوں پر ٹیکس لگانے اور ٹیکسوں کے وصول کرنے کا بھی اسے اختیار ہوتا ہے۔

اسی طرح ایسے ہی اختیارات رکھنے والے ممالک سے اسے معاہدات کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اسے باہر سے آنے والوں اور باہر جانے والوں پر پابندیاں لگانے کا اختیار ہوتا ہے، اسے تجارت اور لین دین کے متعلق قوانین بنانے کا اختیار ہوتا ہے، اسے قضا کا اختیار ہوتا ہے، غرض یہ تمام کام حکومت کے سپرد ہوتے ہیں اور اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے ان امور کو سرانجام دے۔ بالخصوص ملکی حدود کا ہونا حکومت کے لئے نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ اسی کے ماتحت وہ فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک رہنے والوں پر ہمارے احکام حاوی ہوں گے اور ان کا فرض ہوگا کہ وہ ان کی اطاعت کریں اس ملکی حد میں چاہے کسی وقت غیر آ جائیں ان کے لئے بھی حکومت کے احکام کی اطاعت ضروری ہوگی اور جو اس حد میں سے نکل جائے وہ ایک حد تک ان قوانین کی اطاعت سے بھی باہر ہو جاتا ہے۔ غرض حکومت کا کام بعض باتوں کا حکم دینا بعض باتوں سے روکنا، افراد کی مالی جانی اور رہائشی آزادی پر ضرورت کے وقت پابندیاں عائد کرنا، ٹیکس وصول کرنا، لوگوں کو فوج میں بھرتی کرنا، معاہدات کرنا اور قضاء کے کام کو سرانجام دینا ہوتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو یہ سب اختیارات دیئے گئے ہیں یا نہیں۔

پہلا امر مُلکی حد بندی تھی۔ سو اس اختیار کا رسول کریم ﷺ کو ملنا ایک واضح امر ہے کیونکہ آپ نے اعلان کر دیا کہ اتنے حصہ میں مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں رہ سکتا اور اگر کوئی آیا تو اسے نکال دیا جائے گا۔ دوسری طرف فرما دیا کہ جو لوگ اس حد کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے یہ یہ شرائط ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوسروں سے معاہدات کرنے کا بھی اختیار دیا اور پھر شرائط کے ماتحت اس بات کا بھی اختیار دیا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں تو معاہدہ کو منسوخ کر دیں اسی طرح آپ کو ٹیکس وصول کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ آپ کو ضرورت پر لوگوں کی مالی، جانی اور رہائشی آزادی پر پابندیاں عائد کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ غرض حکومت کے جس قدر اختیارات ہوتے ہیں وہ تمام رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دے دیئے۔ حکومت کا کام بعض باتوں کا حکم دینا ہوتا ہے رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ یہ حق دیتا ہے۔ حکومت کا کام بعض باتوں سے روکنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو یہ حق بھی دیتا ہے۔ پھر افراد کی مالی، جانی اور رہائشی آزادی کو حکومت ہی خاص حالات میں سَلب کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس کا حق بھی اللہ تعالیٰ آپ کو دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم ان کے مال لے سکتے ہو، ٹیکس وصول کر سکتے ہو، جانیں ان سے طلب کر سکتے ہو اور جنگ پر لے جا سکتے ہو۔ اسی طرح ملک سے لوگوں کو نکالنے کا اختیار بھی آپ کو دیا گیا۔ پھر قضاء حکومت کا کام ہوتا ہے سو یہ حق بھی اسلام آپ کو دیتا ہے اور آپ کے فیصلہ کو آخری فیصلہ قرار دیتا ہے۔ پھر حکومت کی قسم بھی بتا دی کہ رسول کریم ﷺ اس بات کے پابند نہیں کہ تمہاری سب باتیں مانیں بلکہ تم اس بات کے پابند ہو کہ ان کی سب باتیں مانو کیونکہ اگر یہ تمہاری سب باتیں مانے تو اس کے خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

پس ان آیات سے ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا تعلق امورِ حکومت کے انصرام سے وقتی ضرورت کے ماتحت نہ تھا بلکہ شریعت کا حصہ تھا اور جس طرح نماز روزہ وغیرہ احکام مذہب کا جُزو ہیں اسی طرح رسول کریم ﷺ کا نظامِ ملکی کا کام اور طریق بھی مذہب اور دین کا حصہ ہے اور دُنیوی یا وقتی ہرگز نہیں کہلا سکتا۔

کیا نظام سے تعلق رکھنے والے احکام صرف رسول کریم ﷺ کی ذات سے مخصوص تھے؟

منکرین خلافت کی اس دلیل پر کہ اسلام نے کوئی معیّن نظام پیش نہیں کیا جو یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس طرح رسول کریم ﷺ کے اعمال کا وہ حصہ جو نظام کے قیام سے تعلق رکھتا ہے مذہبی حیثیت نہیں رکھے گا بلکہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کام محض ضرورتِ زمانہ کے ماتحت آپ کرتے تھے اسے علی بن عبدالرزاق نے بھی محسوس کیا ہے اور چونکہ وہ آدمی ذہین ہے اس لئے اس نے اس مشکل کو بھانپا ہے اور یہ سمجھ کر کہ لوگ اس پر یہ اعتراض کریں گے کہ جب قرآن کریم میں ایسے احکام موجود ہیں جن کا تعلق حکومت کے ساتھ ہے تو تم کس طرح کہتے ہو کہ رسول کریم ﷺ نے اِن کاموں کو وقتی ضرورت کے ماتحت کیا اور اسلام نے کوئی مخصوص نظام حکومت پیش نہیں کیا اسے اس رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی حکومت حکومتِ رسالت و محبت تھی نہ کہ حکومتِ ملوکیت۔ وہ کہتا ہے بیشک رسول کریم ﷺ نے کئی قسم کے احکام دیئے مگر وہ احکام بحیثیت رسول ہونے کے تھے بحیثیت نظام کے سردار ہونے کے نہیں تھے۔ اور اس سے اس کی غرض یہ ہے

کہ چونکہ وہ احکام نظام کا سردار ہونے کے لحاظ سے نہیں دیئے گئے اس لئے وہ دوسروں کی طرف منتقل نہیں ہو سکتے اور چونکہ وہ تمام احکام بحیثیت رسول تھے اس لئے آپ کی وفات کے ساتھ ہی وہ احکام بھی ختم ہو گئے۔ پھر وہ ان تمام اختیارات کو رسول کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ رسول کے ساتھ لوگوں کو غیر معمولی محبت ہوتی ہے اور اس محبت کی وجہ سے ہر شخص اُن کی بات کو تسلیم کر لیتا ہے یہی کیفیت رسول کریم ﷺ کے وقت تھی۔ صحابہؓ کو آپ کے ساتھ عشق تھا اور وہ آپ کے ہر حکم پر اپنی جانیں فدا کرنے کیلئے تیار رہتے تھے۔ پس آپ نے جو حکم بھی دیا وہ انہوں نے مان لیا اور وہ ماننے پر مجبور تھے کیونکہ وہ اگر عاشق تھے تو آپ معشوق، اور عاشق اپنے معشوق کی باتوں کو مانا ہی کرتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ احکام ہمیشہ کیلئے واجب العمل بن گئے بلکہ وہ صرف آپ کے ساتھ مخصوص تھے اور جب آپ وفات پا گئے تو اُن احکام کا دائرہ عمل بھی ختم ہو گیا۔

نبی کے ساتھ اُس کے متبّعین کی غیر معمولی محبت

علی بن عبدالرزاق کی یہ دلیل اِس لحاظ سے تو درست ہے کہ واقع میں نبی کے ساتھ اُس کے ماننے والوں کو غیر معمولی محبت ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہماری جماعت کے ہزاروں لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ کرتے دیکھتے تھے وہی خود بھی کرنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کسی نے بطور اعتراض کہا کہ آپ کی جماعت کے بعض لوگ ڈاڑھی منڈواتے ہیں اور یہ کوئی پسندیدہ طریق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب اِن کے دلوں میں محبتِ کامل پیدا ہو جائے گی اور وہ دیکھیں گے کہ مَیں نے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے تو وہ خود بھی ڈاڑھی رکھنے لگ جائیں گے اور کسی وعظ و نصیحت کی انہیں ضرورت نہیں رہے گی۔

پس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی اور اس کے ماننے والوں کے درمیان محبت کا ایک ایسا رشتہ ہوتا ہے جس کی نظیر اور کسی دُنیوی رشتہ میں نظر نہیں آ سکتی بلکہ بعض دفعہ محبت کے جوش میں انسان بظاہر معقولیت کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب وہ حج کے لئے جاتے تو ایک مقام پر پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ جاتے اور چونکہ وہ بار بار اُسی مقام پر بیٹھتے اس لئے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کو اِسی مقام پر پیشاب آتا ہے اِدھر اُدھر کسی اور جگہ نہیں آتا؟ انہوں نے کہا اصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پیشاب کرنے کے لئے بیٹھے تھے اس وجہ سے جب بھی میں یہاں سے گزرتا ہوں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ جاتے ہیں اور میں اُس جگہ تھوڑی دیر کیلئے ضرور بیٹھ جاتا ہوں۔

(بخاری کتاب المناسک باب النزول بین عرفة وجمع)

تو محبت کی وجہ سے انسان بعض دفعہ ایسی نقلیں بھی کر لیتا ہے جو بظاہر غیر معقول نظر آتی ہیں۔ پس یہ جو اُس نے کہا کہ چونکہ صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی اس لئے وہ آپ کی اطاعت کرتے تھے اِسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر یہاں یہ سوال نہیں کہ وہ لوگ آپ کی محبت سے اطاعت کرتے تھے یا دباؤ سے بلکہ سوال یہ ہے کہ آیا اسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اقتدار ملک اور جان پر دیا تھا یا نہیں۔ اِسی طرح نہ ماننے والوں پر آپ کو کوئی اختیار دیا تھا یا نہیں۔ اگر قرآن میں صرف احکام بیان ہوتے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کسی قسم کی سزا کا ذکر نہ ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام دیئے اور صحابہؓ نے اُس عشق کی وجہ سے جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا ان احکام کو قبول کر لیا۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں کہ قرآن میں سزائیں بھی مقرر کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ اگر فلاں جُرم کرو گے تو تمہیں یہ سزا ملے گی اور فلاں جُرم کرو گے تو یہ سزا ملے گی اور جب کہ قرآن نے سزائیں بھی مقرر کی ہیں تو معلوم ہؤا کہ محبت کا اصول کُلّیۃً درست نہیں کیونکہ جہاں احکام کی اطاعت محض محبت سے وابستہ ہو وہاں سزائیں مقرر نہیں کی جاتیں۔ پھر اسلام نے صرف چند احکام نہیں دیئے بلکہ نظامِ حکومت کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ گو بعض جگہ اس نے تفصیلات کو بیان نہیں بھی کیا اور اس میں لوگوں کے لئے اُس نے اجتہاد کے دروازہ کو کُھلا رکھا ہے تا کہ اُن کی عقلی اور فکری استعدادوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ بعض امور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کر کے اصل اسلامی مسئلہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اور بعض امور میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے حالاتِ پیش آمدہ کے مطابق لوگوں کی رہبری کی بلکہ بعض امور ایسے ہیں جن کے متعلق آج تک غور و فکر سے کام لیا جا رہا ہے۔

خیارِ بلوغ کا مسئلہ

مثلاً باپ اگر بیٹی کا بلوغت سے پہلے نکاح کر دے تو بالغ ہونے پر اسے فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ یہ ایک سوال ہے جو عام طور پر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ فقہ کی پُرانی کتابوں میں یہی ذکر ہے کہ باپ اگر بیٹی کا نکاح کر دے تو اُسے خیارِ بلوغ حاصل نہیں ہوتا مگر مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہے اور اسے اس بات کا حق ہے کہ اگر وہ بالغ ہونے پر اس رشتہ کو پسند نہ کرے تو اسے ردّ کر دے۔ اسی طرح اور بہت سے فقہی مسائل ہیں جو اسلامی تعلیم کے ماتحت آہستہ آہستہ نکلتے آتے ہیں اور بہت سے آئندہ زمانوں میں نکلیں گے۔ پس ہمیں تفصیلات سے غرض نہیں اور نہ اس وقت یہ سوال پیش ہے کہ اسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص رنگ کی حکومت دی تھی یا نہیں کیونکہ نظامِ حکومت علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ انگلستان کا امریکہ سے امریکہ کا روس سے اور روس کا جرمنی سے نظامِ حکومت مختلف ہے مگر اس اختلاف کی وجہ سے یہ تو نہیں کہ ایک کو ہم حکومت کہیں اور دوسرے کو ہم حکومت نہ کہیں۔ حکومت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی خاص نظام مقرر کیا جائے اور لوگوں کی باگ ڈور ایک آدمی یا ایک جماعت کے سپرد کر کے ملکی حدود کے اندر اس کو قائم کیا جائے۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ کسی نظام کا خواہ وہ دوسرے نظاموں سے کیسا ہی مخالف کیوں نہ ہو اسلام حکم دیتا ہے یا نہیں اور اُس نظام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلاتے تھے یا نہیں۔

اسلام ملکی اور قانونی نظام کا قائل ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام ملوکیت کا قائل نہیں کیونکہ ملوکیت ایک خاص معنی رکھتی ہے اور اُن معنوں کی حکومت کا اسلام مخالف ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق بھی فرمایا کہ مَیں بادشاہ نہیں اور خلفاء کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک کا لفظ استعمال نہیں فرمایا مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اسلام مذہبی طور پر کسی بھی ملکی نظام کا قائل نہیں۔ اگر کوئی نظام قرآن اور اسلام سے ثابت ہو تو ہم کہیں گے کہ اسلام ملوکیت کا بے شک مخالف ہے مگر ایک خاص قسم کے نظام کو اس کی جگہ قائم کرتا ہے اور وہ اسلام کا مذہبی حصہ ہے اور چونکہ وہ مذہبی حصہ ہے اُس کا قیام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے جہاں تک اُن کی طاقت ہو۔ حکومت درحقیقت نام ہے ملکی حدود اور اس میں خاص اختیارات کے اجراء کا۔ کسی خاص طرز کا نام نہیں اور ملکی حدود اور خاص اختیارات کا نفاذ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے جن کو مَیں ابھی پیش کر چکا ہوں۔ پس جب کہ ایک ملکی حد اور اس حد میں ایک خاص قانون اور ایک اصلی باشندے ملک کے اور ایک معاہد اور ایک غیر ملکی کا وجود پایا جاتا ہے تو ایک خاص نظامِ حکومت بھی ثابت ہے۔ اس کا نام ہم بھی ملوکیت نہیں رکھتے کیونکہ ملوکیت ایسے معنوں کی حامل ہے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا لیکن بہرحال ایک ملکی اور قانونی نظام ثابت ہے اور اسی کے وجود کو ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اسی نظام کے قیام کیلئے ہم خلافت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

پس خلافت ایک اسلامی نظام ہے نہ کہ وقتی مصلحت کا نتیجہ۔ مَیں اس امر کو مانتا ہوں کہ خلافت کے انکار سے منطقی نظریہ وہی قائم ہوتا ہے جو علی بن عبدالرزاق نے قائم کیا ہے اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں ردّ کرنا پڑتا ہے اور جو لوگ اِس نظریہ کو تسلیم کئے بغیر خلافت کا انکار کرتے ہیں وہ یا تو بیوقوف ہیں یا لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں۔ اب جب کہ قرآن کریم سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ اسلام امورِ ملکی اور نظامِ قومی کو مذہب کا حصہ قرار دیتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِن امور میں حصہ لینا اسے مذہب کا جزو قرار دیتا ہے تو اِن امور میں آپ کی ہدایت اور راہنمائی اُسی طرح سنت اور قابلِ نمونہ ہوئی جس طرح کہ نماز روزہ وغیرہ احکام میں اور اِن امور میں کسی آزادی کا مطالبہ اُسی وقت تسلیم ہو سکتا ہے جب کہ انسان اسلام سے بھی آزادی کا مطالبہ کرے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جس طرح نماز روزہ کے احکام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ختم نہیں ہو گئے اسی طرح نظامِ قومی یا نظامِ ملکی کے احکام بھی آپ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گئے کیونکہ جس طرح فرد کی باطنی ترقی کیلئے نماز روزہ کی ضرورت باقی ہے اِسی طرح قوم کی ترقی کیلئے ان دوسری قسم کے احکام کے نفاذ اور انتظام کی بھی ضرورت ہے۔ اور جس طرح نماز باجماعت جو ایک اجتماعی عبادت ہے آپ کے بعد آپ کے نُوّاب کے ذریعے ادا ہوتی رہنی چاہئے اسی طرح وہ دوسرے احکام بھی آپ کے نُوّاب کے ذریعے سے پورے ہوتے رہنے چاہئیں۔ اور جس طرح نماز روزہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے جو احکام دیئے اُن کا یہ مطلب نہیں تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں تو تم بے شک نہ نمازیں پڑھو اور نہ روزے رکھو اسی طرح نظام کے متعلق اسلام نے جو احکام دیئے اُن سے یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ بعد میں قابلِ عمل نہیں رہیں گے۔ بلکہ جس طرح نماز میں ایک کے بعد دوسرا امام مقرر ہوتا چلا جاتا ہے اِسی طرح نظام سے تعلق رکھنے والے احکام پر بھی آپ کے نائبین کے ذریعہ ہمیشہ عمل ہوتے رہنا چاہئے۔

قبائل عرب کی بغاوت کی وجہ

مَیں سمجھتا ہوں اِسی دھوکا کی وجہ سے کہ نظام سے تعلق رکھنے والے احکام رسول کریم ﷺ کی ذات سے مختص تھے آپ کی وفات کے بعد عرب کے قبائل نے بغاوت کر دی اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ بھی یہی دلیل دیتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے سِوا کسی اور کو زکوٰۃ لینے کا اختیار ہی نہیں دیا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (التوبہ:104) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے اموال کا کچھ حصہ بطور زکوٰۃ لے۔ یہ کہیں ذکر نہیں کہ کسی اور کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ لینے کا اختیار رہے۔ مگر مسلمانوں نے ان کی اس دلیل کو تسلیم نہ کیا حالانکہ وہاں خصوصیت کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مخاطب کیا گیا ہے۔ بہرحال جو لوگ اس وقت مرتد ہوئے ان کی بڑی دلیل یہی تھی کہ زکوٰۃ لینے کا صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل تھا کسی اور کو نہیں۔ اور اس کی وجہ یہی دھوکا تھا کہ نظام سے تعلق رکھنے والے احکام ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ احکام مخصوص تھے۔ مگر جیسا کہ مَیں ثابت کر چکا ہوں یہ خیال بالکل غلط ہے اور اصل حقیقت یہی ہے کہ جس طرح نماز روزہ کے احکام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ختم نہیں ہو گئے اسی طرح قومی یا ملکی نظام سے تعلق رکھنے والے احکام بھی آپ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہو گئے اور نماز باجماعت کی طرح جو ایک اجتماعی عبادت ہے اِن احکام کے متعلق بھی ضروری ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں میں آپ کے نائبین کے ذریعہ اِن پر عمل ہوتا رہے۔ (باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

(تیسری قسط)

آج یورپ کے معاشرے میں اسلام پر جو سب سے زیادہ حملے ہو رہے ہیں وہ اسلام میں عورت کے مقام، حیثیت اور میاں بیوی کے حقوق و فرائض کے حوالے سے ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یا یہودی ظلم کرتا ہے تو کوئی اس کے مذہب کے حوالے سے بات نہیں کرتا۔ ہندو معاشرے میں عورت پِس رہی ہے۔ مگر کوئی کتابیں اس پر بار بار نہیں لکھی جاتیں۔ لیکن جہاں مسلمان مردوں کی کوئی بات نکلی یورپ کا معاشرہ اُس کو خوب خوب اچھالتا ہے۔ تناسب کے حساب سے مسلمان مرد، دوسرے مذاہب کے مردوں سے اچھے شوہر ثابت ہوتے ہیں اور گھریلو تشدد ہندو معاشرے اور دوسرے مذاہب میں مسلمان معاشرے کی نسبت بہت زیادہ ہے مگر ان مذاہب کی ایسی کہانیوں کو اچھالا نہیں جاتا۔

کتنی ہی کتابیں یورپ میں سچی کہانیاں کہہ کر لکھی جاتی ہیں جن میں مسلمان مردوں کو انتہائی ظالم ثابت کیا گیا ہے۔ مثلاً "(Ich, Prinzessin aus dem Hause Al Saud)" "مَیں السعود گھرانے کی ایک شہزادی ہوں"، (Die Schuld eine Frau zu sein) "عورت ہونا ایک گناہ"، "(Nicht ohne meine Tochter) اپنی بیٹی کے بغیر نہیں"۔ خواتین ان کتابوں پہ اخباروں میں تبصرہ دلکھ کر بھیج سکتی ہیں۔

دو کتابیں جرمن زبان میں ایسی ہیں جس میں ایک مسلمان مرد کو سیّد دکھایا گیا ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی نسل کا لکھا گیا ہے یہ اصل میں دشمنان اسلام کا یہ سارا کھیل ہی محض آنحضرت ﷺ کو بدنام کرنے کے لئے ہے۔

اگر ہم آج یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خدا تعالیٰ بدنام نہ ہو، ہمارا رسول بدنام نہ ہو، ہمارا دین بدنامی سے بچ جائے اور اسلام و بانیٔ اسلام کی عزت و وقار دنیا میں قائم ہو تو ہمیں چاہئے کہ آپس کے تعلقات بہتر کریں اور اپنے عملی پاک نمونہ سے دشمن کا جواب دیں۔

ہمارے پاس تو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت ایسی عظیم نعمت موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو کوئی بھی مصیبت زدہ عورت، مرد، بچہ خط لکھے حضور فوراً اس کی داد رسی فرماتے ہیں اور کوئی بھی حضور اقدس کو خط لکھ سکتا ہے۔ ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ ہم جگہ جگہ ظلم کی داستان بیان کریں۔ جب قیامت کے دن ہم آنحضرت ﷺ کو ملیں گے تو کیا منہ دکھائیں گے کہ جب ساری دنیا آپ کو بدنام کرنا چاہتی تھی تو بجائے اس کے کہ ہم آپ کا دفاع کرتے ہم اپنی مظلومیت کی داستان سنا سنا کر ان کی مدد کر رہے تھے۔

قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتیں کیا کرتی تھیں؟ ان کے خاوند، بیٹے، بھائی، باپ ان کی آنکھوں کے سامنے مارے گئے مگر انہوں نے کہا کہ اگر خدا کا رسول ہم میں سلامت ہے تو ہم نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا ہے۔ یعنی مصیبت ہمیں کیا کھائے گی ہم نے مصیبت کو کھا لیا ہے۔ وہ بھی ہماری طرح کی عورتیں ہی تھیں۔

پس اے میری پیاری مسلمان بہنو! بیٹیو! اور ماؤں آج تم بہادر بن جاؤ۔ اپنا حق لینا سیکھو مگر اپنی مظلومیت کی داستانیں سنا کر اپنے نجات دہندہ نبی ﷺ کو بدنام نہ کرنا۔ مصیبت کو بھون کے کھا لینا مگر کوئی تیر تمہارے حوالے سے تمہارے رؤف اور رحیم نبی کے چہرے تک نہ پہنچے۔ بلکہ جو تیر کسی اور حوالوں سے آتے ہیں ان کے آگے اپنا ہاتھ رکھ دو۔ اگر رونا ہے تو غیروں کے آگے نہ روؤ، غیروں کی ہمدردیاں نہ ڈھونڈتی پھرو۔ خدا کے در پر دستک دو، اس کے آگے چیخو اور چلاّؤ۔ مگر غیروں کو اپنے دکھ کی ہوا نہ لگنے دو اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کو رواج دو۔

اے میرے مسلمان بھائیو اور بیٹو اور محترم باپو! اگر آپ میں سے کسی کو لگے کہ اس کی بیوی اس کے مزاج کی نہیں ہے۔ وہ اس کی طبیعت کے مطابق اسے خوش نہیں کر سکتی یا اس کی بہو بیٹی اس طرح اُس کی خدمت نہیں کرتی جس طرح وہ چاہتا ہے۔ تو وہ درگزر سے کام لے اور نرمی سے مگر مضبوطی سے سمجھائے۔ اگر بیوی بہو بیٹی نہ سمجھے اور اُس مرد کو غصہ آئے تو گھر سے باہر کسی سنسان جگہ پہ جائے اور خوب رو کر دعا کرے مگر اپنی بیوی، یا بہو، بیٹی پہ ہاتھ نہ اٹھائے کہ خدا کے رسول ﷺ نے سختی سے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سوچو تو سہی کیا خدا کے رسول ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں کسی عورت، غلام، یا نوکر، بچے، کسی پہ بھی کبھی ہاتھ اٹھایا۔ آج اگر ہم اپنے اہل و عیال پر تشدد کریں گے تو اپنے گھروں میں خدا کے غضب کو آواز دیں گے اور وہ آگ کا عذاب ہے۔ اگر آپ کو آگ کی تکلیف کا اندازہ نہیں تو کسی ہسپتال میں جائیں اور خدانخواستہ وہاں کوئی ایسا کیس ملتا ہے جو کسی مصیبت سے آگ سے جل گیا تھا تو اس کو ملیں۔ پھر سوچیں اور اس کی تکلیف کو محسوس کریں۔ کیا آپ آگ کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں؟ تشدد کی ایک وجہ تکبّر بھی ہوتا ہے اور تکبّر شیطان نے کیا تھا۔ تب سے وہ آج تک راندۂ درگاہ ہے۔

مغرب کا پراپیگنڈہ

مغرب میں عورتوں پر تشدد کے اس حوالے سے مسلمانوں کو اتنا بدنام کیا جا رہا ہے کہ 80 فی صد جرمن لوگ مسلمانوں کو اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور بچوں پہ تشدد کرنے والا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تمام اقوام اور مذاہب میں سب سے زیادہ عورتوں، بچوں اور کمزوروں کے حقوق دین اسلام نے دیئے ہیں۔

ہم فرینکفرٹ کے ایک پولیس اسٹیشن میں اپنے سکول کی خواتین کے ساتھ وزٹ کرنے گئے۔ پولیس آفیسر نے ہمیں معلومات دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ اگر ایک مسلمان عورت پہ اس کا شوہر تشدد کرے تو ہم کبھی کبھی مشکل میں پڑ جاتے ہیں کیونکہ اسلام میں عورت کو مارنا جائز ہے ہم اس کی مدد صحیح طور پہ نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ اسلام میں عورت کو مارنا جائز نہیں۔ اسلام میں عورت کے بہت حقوق ہیں۔ وہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں جو تشدد برداشت کرتی ہیں۔ ہماری ٹیچر نے کہا کہ پہلے عیسائیت میں بھی ایسا تھا مگر ہم نے اپنی کتاب کے حصے صحیح کر لئے ہیں۔ مَیں نے جب زیادہ وضاحت کی تو پولیس آفیسر نے معذرت کی اور کہا مجھے غلطی لگی تھی۔ اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ شاید آپ لوگوں کے کلچر میں ہے کہ تشدد کیا جا سکتا ہے اور اس کو برداشت کیا جاتا ہے۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ کمزور خواتین شکایات بیان نہیں کر سکتیں۔ یہاں کے بعض زبان سکھانے والے سکولوں میں بہت سی مسلمان عورتیں آتی ہیں۔ کئی خواتین اپنے گھریلو جھگڑے اور مسائل بیان کرتی ہیں۔ ان کو غور سے سنا جاتا ہے اور ان عورتوں سے بے حد ہمدردی کی جاتی ہے۔ غیر محسوس طور پر وہ عورتیں اسلام کے خلاف بول جاتی ہیں۔ مثلاً ایک عورت نے کہا کہ ہمارے ملک اور قوم کے کچھ مرد بے حس اور لا پرواہ ہوتے ہیں اور ہم عورتیں غیر مطمئن ہوتی ہیں۔ تھکی ہوئی، نا آسودہ، مایوس۔ وہ مسلمان عورت تھی۔ پھر اس نے حسرت سے کہا میں اپنے چار بیٹوں کو مسلمان مردوں جیسا نہیں بناؤں گی، ان کو یورپین مردوں جیسا بناؤں گی ان کی بیویاں خوش رہیں گی۔ حالانکہ بہت سے یورپین غیر مسلم گھرانوں میں تشدد ہوتا ہے اور حالات بہت خراب ہوتے ہیں مگر وہ عورتیں ہمدردیاں نہیں ڈھونڈتی پھرتیں۔

گھریلو ذہنی اذیت

بعض عورتیں ذہنی اذیت کا نشانہ بن رہی ہوتی ہیں اور کمزور ہوتی ہیں۔ ایسے ایک کیس میں ایک عورت کے تین چار بچے ہیں۔ اس کے پاس قریبی رشتہ دار کوئی نہیں۔ اس کا خاوند سے کئی بار جھگڑا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی بچہ بیمار ہوتا ہے۔ وہ ڈاکٹروں کے پاس بھاگتی ہے۔ کبھی سوشل آفس والے بلاتے ہیں کہ یہ خط ہے اس کا جواب دو یہ بتاؤ وہ بتاؤ۔ بچوں کو سکول لے کر جانا ہوتا ہے، لانا ہوتا ہے۔ گھر کے باہر کے کام کرنے ہوتے ہیں۔ سوشل آفس کہتا ہے نوکری کرو۔ اس کے حلقے کی اکثر خواتین مضبوط ہیں مگر وہ انتہائی حسّاس اور کمزور ہے۔ مضبوط عورتوں میں سے ایک اس کا مذاق اڑاتی ہے اور کہتی ہے "ان کو کچھ نہ کہو یہ رو پڑیں گی"۔ دراصل وہ عورت کبھی کسی سے مدد طلب کرتی ہے کبھی کسی سے۔ بعض لوگ جو اس کی بے حد مدد کر رہے تھے اس کے عجیب رویّہ سے پریشان ہو گئے۔ ہم نے اس سے بار بار بات کی تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے مسائل کی وجہ سے ڈیپریشن کا شکار ہے۔ وہ نظام سے تعاون کرنا چاہتی ہے مگر اتنی کمزور ہے کہ اچھا تعاون نہیں کر سکتی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چالاک عورت ہے۔ لیکن اگر چالاک ہوتی تو شاید بہادر بھی ہوتی اور اتنی مشکل میں نہ پڑتی۔ اس نے کہا سکول میں میرے بیٹے کو اس کے دوست کہتے ہیں تمہارا باپ مسلمان ہے اس لئے ظلم کرتا ہے، عیسائی ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔

یہ کتنی خطرناک بات ہے۔ اسلام نے کب کہا کہ عورتوں کو ذہنی اذیت دو۔ وہ لوگ جو اپنے رویّوں سے ایسے حالات پیدا کرتے ہیں کہ ان کی غلط حرکتوں کا الزام اسلام پر آتا ہے وہ یقیناً خدا کے حضور اس کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

معاشرے کا ردِعمل

جب کسی عورت کو گھر میں مسئلہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے کچھ عورتیں ہی اس کے خلاف ہو جاتی ہیں۔ کئی بار عورت ہی عورت پہ ظلم کرواتی ہے۔ گھریلو زندگی میں خواتین پہ ظلم ہوتے ہیں۔ ان میں اکثر اوقات عورتوں کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ کئی بار وہ اُس کے شوہر کو بھڑکا دیتی ہیں۔ کبھی والدہ یہ کام کرتی ہیں، کبھی بہنیں، بھابیاں وغیرہ۔

ایک خاتون دوسری خاتون کو مشورہ دے رہی تھی کہ تم چھوٹی عمر کی بہو بیاہ کر لاؤ جب تک اسے ہوش آئے گی کہ اس نے اپنا حق کیسے لینا ہے تب تک اس کے دو تین بچے ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ کچھ نہ کر سکے گی۔ کئی بار لوگ بدنامی کے خوف سے کسی عورت کی تکلیف میں مدد نہیں کرتے۔ ایسی کسی عورت کا ہمیں علم ہوا کہ ہسپتال میں ہے۔ اس کی سہیلی ہمارے ساتھ اس سے ملنے گئی۔ اس نے اپنی سہیلی کو کہا کہ اب کیا کرنے آئی ہو جب مَیں مدد مانگتی رہی تب نہ آئی اور نہ تم نے مدد کی۔ اس کی سہیلی نے کہا ہمیں اس کے خاوند نے دھمکی دی تھی۔ ہر کسی کی زندگی میں کچھ کمزور پہلو ہوتے ہیں۔ ہم ڈر گئے تھے کہ ہمارے کمزور پہلوؤں کو لے کر اس کا خاوند بدنام نہ کر دے۔

بعض لوگ فریق مخالف کو تنہا کرنے کے لئے ان لوگوں کو بدنام کرتے ہیں جو اس کی مدد کر رہے ہوں یا کرنا چاہتے ہوں اور انہیں کئی قسم کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ یہ بھی نہایت درجہ کا ظلم ہے۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہ جو لوگوں کے ڈر سے، خودغرضی کی وجہ سے کسی کی جائز مدد نہیں کرتا کئی بار خود اس کو عجیب و غریب مصیبتیں گھیر لیتی ہیں۔

والدین اپنے جھگڑوں میں بچوں کو ہتھیار نہ بنائیں

جن گھروں میں جھگڑے ہوتے ہیں اُن گھروں کے بچے اس لئے زیادہ کمزور، بیمار اور غیر متوازن ہوتے ہیں کہ والدین انجانے میں یا جان بوجھ کر اُن کو لڑائی میں فریق بنا لیتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو غیر جانب دار نہیں رہنے دیتے۔ کبھی ماں بچے کو اپنی طرف کرنا چاہتی ہے۔ کبھی باپ اس کے سامنے ماں کی بُرائیاں اُجاگر کرتا ہے۔ اس طرح جذباتی طور پہ بچے کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں جب کوئی بچہ اپنی ماں کو بُرا سمجھتا ہے یا اپنے باپ سے نفرت کرتا ہے تو اصل میں وہ اپنے خون سے نفرت کرتا ہے اور اپنے خون سے نفرت کر کے کوئی بچہ نارمل انسان کیسے بن سکتا ہے۔ بچے تب ہی نارمل ہوتے ہیں جب وہ اپنے ماں اور باپ دونوں سے محبت کریں اور ان کی عزت کریں۔ والدین کے جھگڑے میں بچے ہمیشہ خود کو قصوروار سمجھتے ہیں۔

ایک چھوٹا سا بچہ میری ایک عزیزہ کے گھر قرآن مجید پڑھنے آتا تھا۔ اس نے ان سے ایک دن پوچھا کہ آنٹی کیا آپ بھی اپنے man (میاں) سے لڑتی ہیں؟ انہوں نے کہا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ بچے نے اُداسی سے کہا۔ میرے ماما پاپا جھگڑا کر رہے تھے مَیں نے چیخ چیخ کر کہا بتاؤ میرا کیا قصور ہے۔ مگر دونوں نے میری بات نہ سنی۔

والدین اپنے جھگڑوں میں کئی بار بچوں کو ذہنی طور پر زخمی کر دیتے ہیں۔ وقتی طور پر کبھی مائیں خوش ہوتی ہیں کہ بچے باپ کے خلاف ہیں۔ یا باپ خوش ہوتا ہے کہ بچے

ماں کے خلاف ہیں۔مگر اصل میں وہ بچے نہ ماں کے ہوتے ہیں نہ باپ کے نہ اپنے۔وہ خدا سے محبت نہیں کر سکتے۔والدین اپنے جھگڑوں میں اپنی ہری بھری فصل کئی بار اُجاڑ دیتے ہیں۔بچے دونوں سے نفرت کرتے ہیں۔اکثر بچے دونوں کو قصوروار سمجھتے ہیں اور اپنے خون کو گھٹیا سمجھنے لگتے ہیں۔ہم نے کئی بار ایسے والدین کو اولاد کے ہاتھوں شدید اذیت اٹھاتے دیکھا ہے حالانکہ انہوں نے ایک وقت میں اولاد کے لئے بڑی قربانیاں کی ہوتی ہیں۔

ایک عورت نے مجھے کہا کہ اس کا اٹھارہ سال کا لڑکا نیند کی گولیاں کھاتا ہے۔اس کو نیند نہیں آتی۔وہ عجیب باتیں کرتا ہے۔کہتا ہے میرا خون گھٹیا ہے۔مَیں ذلیل ہوں۔مَیں نے اس سے کہا اس کے سامنے اس کے والد، چچا، پھوپھی، دادی کو بُرا کہنا چھوڑ دو۔وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔اس کی والدہ نے میری بات مان لی۔والدین اپنے جھگڑوں میں بچوں کو ہتھیار نہ بنائیں اس سے بچے انتہائی کمزور ہو جاتے ہیں۔جو کمزوری بچوں کو ماں باپ کی نظر آرہی ہے وہ تو مجبوری ہے۔والدین اس کو بھی ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔مگر ارادتاً بچوں کو ایک دوسرے کی کمزوریاں اور برائیاں نمایاں کر کے نہ دکھائیں بلکہ ایک دوسرے کی پردہ پوشی کریں گہرے تقویٰ سے کام لیں۔خدارا! بچوں کو سالم رہنے دیں۔ان کے ٹکڑے نہ کریں۔

جو فریق زیادہ تقویٰ سے کام لے گا آخر کامیابی اسی کی ہوگی۔شروع میں ہوسکتا ہے اُسے لگے کہ وہ ہار گیا ہے۔

کئی بار جن گھروں میں عورت کو ذہنی یا جسمانی تکلیف دی جاتی ہے اُن گھروں کی لڑکیاں جذباتی طور پر اتنی کمزور ہو جاتی ہیں کہ شادی سے خوفزدہ ہو جاتی ہیں کیونکہ اُن کے سامنے کوئی اچھی مثال نہیں ہوتی۔اُن کو اعتبار نہیں ہوتا کہ شادی کے بعد اُن کو خوشی ملے گی۔حالانکہ اگر تقویٰ سے دُعا کے ساتھ ساتھ دیکھ بھال کر رشتہ کیا جائے تو اس لڑکی کی زندگی جنت بن سکتی ہے۔شادی سے انسان کئی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔معاشرے میں اُس کا مقام بلند ہوتا ہے، اُس کی نسل چلتی ہے۔

مَیں ایک ایسی لڑکی کو جانتی ہوں جس میں بے حد خوبیاں ہیں مگر وہ شادی سے خوفزدہ ہے وہ بے حد خدمت گزار لڑکی ہے مگر وہ یہ کبھی نہیں کہتی کہ مجھے ڈر لگتا ہے۔ہر بار جب رشتہ طے ہونے لگتا ہے وہ کہتی ہے یہ لوگ ٹھیک نہیں ان سے مجھے فلاں تکلیف ملے گی۔مجھے اس طرح تنگ کریں گے۔مَیں کیا کروں گی۔مَیں تو تھک جاؤں گی۔مَیں اکیلی کیسے مقابلہ کروں گی۔اور پھر وہ انکار کر دیتی ہے۔وہ عدم تحفظ اور خوف کی وجہ سے اپنی ان خوبیوں اور صلاحیتوں کو جو خدا تعالیٰ نے اُس کو دی ہیں ضائع کر رہی ہے۔وہ خدا پر توکل کرے، دُعا کرے تو خوشیاں اُس کے دروازے پہ ہیں۔جب خوشیاں اُس کے دروازے پر آتی ہیں وہ ڈر کر دروازہ بند کر لیتی ہے اور خوشی چلی جاتی ہے۔حالانکہ شادی کے بعد انسان کی خوبیاں نکھر کر دُنیا کے سامنے آتی ہیں۔کیونکہ عملی زندگی تب شروع ہوتی ہے۔اس میں خود اعتمادی آتی ہے، ترقی ہوتی ہے۔

شادی کے اثرات

ایک شادی کے اثرات کتنی دُور جاتے ہیں اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میرا دل کانپ جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ قریب قریب کے زمانے میں دو شادیاں ہوئیں۔ایک عبداللہ کی شادی اور ایک ابو جہل کے باپ کی۔زیادہ خوشیاں ابوجہل کے باپ کی شادی پر کی گئی ہوں گی۔مگر اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ ایک شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا پیدا ہوگا جو نہایت اعلیٰ درجہ کا انسان ہوگا۔اور تمدن کیا دنیاوی علوم کو بھی بدل دے گا دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔

دوسری شادی کے نتیجہ میں وہ لڑکا پیدا ہوگا جو ہمیشہ لعنت کا مورد ہوگا اور ظلمت کے فرزندوں میں سب سے بڑھ کر ظلمت کا حصہ لے گا۔اگر ابوجہل کے باپ کو یہ معلوم ہوتا کہ اس کی شادی کے نتیجہ میں ایسا لڑکا پیدا ہوگا تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساری عمر کنوارا رہنا پسند کرتا اور کبھی شادی نہ کرتا۔اس کے مقابلہ میں اگر دُنیا کے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ عبداللہ کی شادی سے ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہوگا تو اُس وقت کے بڑے بڑے بادشاہ اپنی لڑکیاں پیش کرتے۔مگر شادی کے وقت کس کو علم ہوتا ہے کیا نتیجہ ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ شادی کا اثر چند دن تک ہی نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں سال چلتا ہے"۔

(خطبات محمودؓ خطبات نکاح صفحہ نمبر 189)

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جلد بازی میں شادی کا فیصلہ کرتے ہیں۔ایسا نہ کریں بلکہ یاد رکھیں اس کا ہزاروں سال اثر چلے گا۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ شادی کے بعد کچھ مصائب بھی آتے ہیں یا خدانخواستہ علیحدگی ہو جاتی ہے تو اس سے لڑکا اور لڑکی دونوں کی تربیت ہو جاتی ہے۔ایک بار ہماری ایک عہدیدار نے جس کی شادی کے کچھ عرصہ بعد علیحدگی ہوگئی تھی مجھ سے پوچھا۔میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟ مَیں سوچتی ہوں مَیں ہی کیوں مصیبت میں آئی۔مَیں نے کہا تم کو نہیں لگتا کہ تم اب پہلے سے بہت اچھی ہوگئی ہو۔تم میں بہت خوبیاں ہیں مگر تم میں اس دکھ کے آنے سے پہلے کچھ واضح کمزوریاں تھیں۔مثلاً فخر کی عادت، طبیعت کی سختی وغیرہ۔مگر اب تم نے خدا کے فضل سے ان کمزوریوں کو ختم کر دیا ہے۔اب خدا نے تمہیں ہیرے موتیوں جیسا کر دیا ہے۔تمہیں نہیں لگتا کہ اس مشکل میں تمہارے لئے خوش نصیبی بھی آئی ہے۔ورنہ تم ساری عمر اُن کمزوریوں کو بُرائیوں میں بدل دیتی اور اُن کے ساتھ ہی زندہ رہتی اس نے کہا ہاں مَیں بدل گئی ہوں۔اب مَیں پہلے سے بہتر ہوں اس تبدیلی کے بعد خدا نے اُسے اچھا گھر اور ساتھی دے دیا۔تو بعض اوقات آزمائش میں بھی خوش نصیبی ہوتی ہے۔ورنہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جن خواتین کی زندگی آرام وسکون سے گزر رہی ہوتی ہے کئی بار وہ دوسروں کا جینا حرام کر دیتی ہیں۔اُن کو صرف دُکھ دینا آتا ہے کیونکہ خُود اُن کو دُکھ ملا نہیں ہوتا۔جب دُکھ مل جائے تو پھر انسان دُکھ دینے سے ڈرتا ہے اور یہ ڈر تقویٰ کے لئے ضروری ہے۔

ساری بات سوچ کی ہے۔اپنی سوچ اچھی کر لیں۔اگر دُکھ آ ہی گیا ہے تو کیا رونا دھونا۔صبر اور تقویٰ سے کام لیں اور مایوسی کو پاس نہ آنے دیں۔اپنی سوچ اور فکر کو مثبت رکھیں اور خدا کی رحمت پر نظر رکھیں۔

ایک عورت ہمارے گھر چند دن اپنی بچی کے ساتھ رہی اُس کی شادی اُس کے والدین نے جہاں کی تھی وہاں اسے بے حد مسائل کا سامنا تھا۔اُس کی بچی اڑھائی تین سال کی تھی۔مگر مَیں نے اپنی ساری زندگی میں ایسی ذہین اور عقل مند بچی نہیں دیکھی۔ہم سارے گھر والے اُس کے گرویدہ ہوگئے۔پاکستان سے آئی تھی پنجابی اُردو ملا کر بولتی۔کسی بھی بچے کو دیکھ کر کہتی "السلام علیکم۔ویر تیرا کیا حال ہے"۔سب نے کہا تمہارے کپڑے گندے ہیں۔باہر کیسے جاؤ گی۔کپڑے بدلو۔اُس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ لئے۔لو دیکھو فراک کا داغ تو چھپ گیا ہے۔اب کوئی نظر آرہا ہے اب چلیں بازار۔سارا دن چہکتی، بولتی، بھاگتی پھرتی۔یہ اس عورت پہ خدا کا احسان تھا جس کو ایک طرف سے دُکھ مل گیا تھا جو کہ والدین کے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے تھا۔اس میں دستِ قدرت نہ تھا۔مگر اللہ تعالیٰ پھر بھی کئی رنگ میں نوازتا ہے اور زخموں پہ مرہم رکھتا ہے۔اگر ہم اپنے دکھوں سے نظر اٹھا کر گھڑی بھر کو اس احسان کا لطف لیں جو خدا تعالیٰ نے ہم پہ کیا ہے تو اس سے کردار میں عظمت پیدا ہوتی ہے۔

بعض اوقات بے جوڑ شادیاں بھی مرد اور عورت دونوں کو کمزور کر دیتی ہیں۔جیسے بعض میاں بیوی کی عمروں میں بہت فرق ہوتا ہے۔کئی کیس ایسے بھی ہوئے کہ مردوں نے یہ کہہ بھی دیا کہ ہماری عمر زیادہ ہے اور لڑکی چھوٹی ہے آپ سوچ لیں۔مگر لڑکی والوں نے کہا کوئی بات نہیں ہماری لڑکی مضبوط ہے گزارا کر لے گی۔بعد میں کئی بار بے حد خرابیاں پیدا ہوئیں کیونکہ بعض لڑکیاں اتنی مضبوط نہیں ہوتیں کہ عمر کی اس خلیج کو پار کر سکیں۔

ایک عورت نے مجھے کہا کہ مَیں جوان ہوں میرا خاوند میری طرف توجہ نہیں کرتا۔آپ مجھے دوائی بتائیں کہ مَیں جلدی بوڑھی ہو جاؤں۔مَیں نے پوچھا تمہارا خاوند توجہ کیوں نہیں کرتا؟ اس نے کہا اس کو میری ضرورت نہیں ہے۔مَیں نے اس کو کہا ایسی دوائی تو کوئی نہیں جس سے تم بوڑھی ہو جاؤ۔مگر مَیں تمہیں پاک رہنے کے وہ اصول جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں، بتا دیتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"زنا کی راہ بہت بری راہ ہے۔یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کے لئے سخت خطرناک ہے اور جس کو نکاح میسر نہ آوے چاہئے کہ وہ اپنی عفّت کو دوسرے طریقوں سے بچائے۔مثلاً روزے رکھے یا کم کھائے یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 46)

مَیں نے اسے کہا کہ اپنے جسم کو تھکاؤ مثلاً ذرا سخت ورزش کرو، جماعت کا کام بھی کرو اور تحریک پیدا کرنے والی چیزیں کم کھاؤ مثلاً انڈا، گوشت، مچھلی، چائے، کولا وغیرہ۔جو شادی شدہ ہو کے جذباتی نا آسودگی کا شکار ہو وہ اَن تھک محنت کی عادت ڈالے تا کہ پاک رہ سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ یہ اصول بے حد قیمتی ہیں۔اُس نے کہا کب تک، کب تک مَیں صبر کروں؟ مَیں نے کہا جب تک خدا تمہارے لئے کوئی راہ نکال دے۔تمہارا خاوند تمہاری طرف توجہ کرے یا تمہیں صبر آجائے یا کوئی اور راستہ نکل آئے۔اس نے کہا مَیں نے بڑی دعائیں کیں وہ مجھے نہیں دیکھتا۔ویسے جھگڑا نہیں کرتا، خرچ بھی دیتا ہے، بس بے اعتنائی ہے۔مَیں نے اُس سے کہا تم ہر بار خدا سے اپنا خاوند ہی مانگنے جاتی ہو؟ کبھی خدا سے خدا کو مانگا کرو خاوند خود ہی آجائے گا۔اگر مَیں تمہارے گھر ہمیشہ کچھ لینے ہی آؤں تو تمہیں بُرا لگے گا لیکن اگر مَیں تمہاری محبت میں آؤں تو میرا مقصد اچھا ہوگا تمہیں خوشی ملے گی اور مجھے بھی ملے گی۔کچھ عرصہ بعد اُس نے مجھے بتایا کے میرے خاوند کا رویّہ میرے ساتھ کچھ اچھا ہے۔مگر ایک بات یہ بھی ہوئی ہے کہ مجھے صبر آ گیا ہے اب مجھے ہر چیز میں مزا آتا ہے۔نماز پڑھنا اچھا لگتا ہے۔میرے گھر دھوپ آئے تو اچھا لگتا ہے۔مَیں جماعت کا کام کرتی ہوں۔لوگوں سے ملتی ہوں، ورزش کرتی ہوں اور خوش رہتی ہوں۔

جذباتی نا آسودگی عورت اور مرد دونوں کو بے حد کمزور کر دیتی ہے۔ہر انسان نا آسودگی کے باوجود خوش نہیں رہ سکتا اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ یہ نہ ہو کہ دونوں میں سے ایک بے حد خوبصورت ہو اور دوسرا بالکل خوبصورت نہ ہو تب بھی کبھی نقصان ہوتا ہے۔

ایک لڑکی نے اجلاس میں ہم سے سوال پوچھا کہ مسلمان عورت اتنی کمزور اور مجبور کیوں ہے کہ ناپسندیدہ مرد کے ساتھ زندگی گزار دے؟ ہم نے کہا مسلمان عورت نہ تو کمزور ہے نہ مجبور ہے۔وہ چاہے تو ناپسندیدہ مرد سے علیحدگی لے سکتی ہے۔مگر اگر وہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنے نفس کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل دے اور صلح سے رہے تو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُن دونوں کے درمیان کشش پیدا کر دے اور محبت بھی۔کیونکہ دلوں کی چابی خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا دلوں کو باہم جوڑ سکتا ہے۔لیکن اگر وہ صرف معاشرے کے خوف سے رہ رہی ہے تو یہ غلط ہے۔

بہت سے مرد اتنی قربانی کرتے ہیں کہ ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں جو بعض اوقات بے حد سخت طبیعت کی ہوتی ہیں۔کئی بار وہ خاوند کے بالکل برعکس ہوتی ہیں۔خاوند نیک ہوتا ہے۔عورت سارے گھر پر حاوی ہوتی ہے اور بچوں کو دین کی طرف لے جانے میں خاوند کی مددگار نہیں ہوتی۔خاوند جذباتی طور پر کمزور ہوتا ہے۔خاوند کی غیر موجودگی میں وہ بچوں کو وہ تمام کام کرنے دیتی ہے جس سے باپ نے اُن کو منع کیا ہوتا ہے۔اس سے اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔اُن کی نظر میں باپ کی باتوں کی اہمیت نہیں ہوتی۔

ایک ایسی خاتون کے بیٹے کو اس بات سے بے حد نقصان ہوا ہے کہ اُن کے شوہر بیٹے کو انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرنے سے، فلمیں دیکھنے سے، دوستوں میں بہت زیادہ وقت گزارنے سے منع کرتے تھے۔مگر باپ کی غیر موجودگی میں بیٹا دوست کو گھر لے کر آیا۔وہ ساری رات انٹرنیٹ پہ بیٹھے رہے اور والدہ اُن کو کھانا بنا کر دیتی رہی۔انہوں نے بیٹے کو منع نہ کیا۔آہستہ آہستہ وہ بچہ جو بہت خوبیوں والا، انتہائی نیک بچہ تھا اُس کو بے حد نقصان ہوا۔پڑھائی میں نقصان ہوا۔اچھی عادتیں بُری باتوں میں بدلنے لگیں۔اس سے والدین کو بھی تکلیف پہنچی۔پھر والدین نے بہت محنت کی اور وہ کچھ بہتر ہو گیا۔

بعض اوقات خواتین اپنے خاوندوں اور سسرال کو

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

بدنام کرتی ہیں۔کئی خواتین خاوندوں اور سسرال والوں کی پُرانی پُرانی شکایات اپنے اردگرد کے لوگوں اور اپنے بچوں کوسناتی ہیں۔ان باتوں سے بچے کمزور ہوتے ہیں۔شاید خاتونِ خانہ کی اَنَا کی تسکین ہومگر کمزوروہ بھی ہوتی ہے۔

ایک بار ایک خاتون جو پیدائشی احمدی نہ تھیں جماعت سے بہت دور ہوگئیں۔میں نے اُن سے وجہ پوچھی کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔انہوں نے بہت سی وجوہات بتائیں۔مگر دو بنیادی وجوہات تھیں۔ایک تو کسی کا اُن کے ساتھ جھگڑا تھااس نے غلط بیانی سے کام لیا۔اُن کو صدمہ پہنچا۔دوسرا انہوں نے کہا فلاں لڑکی کے ساتھ ظلم ہوا،فلاں کے ساتھ ظلم ہوا،فلاں سے یہ ہوا۔مَیں نے اُن سے پوچھا یہ سب اُن کو کس نے سنایا۔انہوں نے کہا یونیورسٹی میں اُن لڑکیوں نے میری بیٹی کو یہ بتایا۔اُن لڑکیوں کو مظلوم بن کے کیا ملا؟ ٹھوکر کسی کو لگی؟ گڑھے میں کوئی اَور گر گیا۔

بعض خواتین کو مظلوم بننے کا بے حد شوق ہوتا ہے وہ اپنا نقصان کر کے بھی مظلوم بننا چاہتی ہیں۔یہ شوق مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔کہ لوگ اس کو مظلوم سمجھیں۔مظلومیت کوئی ایسی ارفع واعلیٰ چیز نہیں ہے جس پہ کسی کو گولڈ میڈل دیا جائے۔یہ کمزوری کی علامت ہے۔مظلومیت صرف ایک جگہ قابلِ احترام ہے اور مضبوطی کی علامت جہاں خدا کو خوش کرنے کے لئے،اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے یا فساد سے بچنے کے لئے انسان اپنا ہاتھ روک لے اور صبر کرے مگر اُس کا اشتہار نہ لگائے۔

ہم کسی کو مظلومیت کی داستانیں سنائیں گے ہوسکتا ہے اُس کا ایمان کمزور ہو اور وہ ٹھوکر کھا جائے اور ہم اُس گناہ کے ذمہ دار ہو جائیں۔

بعض اوقات خواتین ایک دوسرے کو مشورے دیتی ہیں کہ تم مدد لینے کے لئے فلاں ادارے میں چلی جاؤ یہاں جماعت میں تمہاری مدد اچھی طرح نہیں ہو رہی۔ہم یہ سوچیں کہ جماعت کون ہے؟ ہم سب مل کر ایک جماعت بنتی ہے۔جماعت کسی فردِ واحد کا نام نہیں ہے۔ہم مصیبت زدہ عورت کی مدد کریں تو۔جماعتی مدد بھی ہوگی۔یا اگر خاتون غلط کر رہی ہے تو اس کو سمجھائیں۔یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ صرف خواتین کبھی کبھی دوسری خواتین کو احساس دلاتی ہیں کہ وہ مدد کے لئے ادھر اُدھر جائیں اور جماعت کی مدد آنے کا انتظار نہ کریں۔

میں تعریف کے طور پہ ایسے خاندانوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو مضبوط تھے۔اُن کو شادی میں کہیں مسئلہ ہوا۔مگر نہ تو لڑکی والوں نے بات کو پھیلایا نہ لڑکے والوں نے اور پھر اکثر اوقات بات سنبھل بھی گئی۔اگر خدانخواستہ علیحدگی بھی ہوئی تو دونوں فریق خاموش رہے۔کسی کی برائیاں نہ کیں۔اس سے اُن کی عزت زیادہ ہوئی۔اب زیادہ لوگ اس بات پہ عمل کرتے ہیں۔

کئی بار ایسا بھی ہوا کہ خاندان میں اختلاف ہوا دونوں خاندانوں نے صبر کیا،صلح کرلی پھر ایسی اچھی زندگی گزری کہ بہوئیں ساسوں اور ساسیں بہوؤں کی اور بیویاں خاوندوں کی تعریف کرنے لگیں۔میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس بنے اور اختلافات کے باوجود پردہ پوشی کرتے رہے۔ایسے بہت سے قابلِ تعریف،لائقِ تحسین،قابلِ تقلید کیس ہیں۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کے زیر اہتمام

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

(رپورٹ: مکرم عمران احمد ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت گلاسگو)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ گلاسگو سکاٹ لینڈ کو حسب روایات امسال بھی جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری شان وشوکت سے منانے کی توفیق ملی۔

یہ جلسہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ 3/ مارچ 2007ء کو مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو میں زیرِ صدارت ریجنل امیر محترم عبدالغفار عابد صاحب شام ساڑھے چھ بجے تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ شروع ہوا۔ جو کہ مکرم سید نعیم احمد شاہ صاحب نے سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 106 تا آخر کی۔ بعدہٗ ان آیت کا اردو ترجمہ بھی آپ نے ہی پیش کیا جب کہ انہیں آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم جلیل احمد بھٹی صاحب نے پڑھا۔تلاوتِ قرآن کریم اور ترجمہ کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عارفانہ منظوم کلام درثمین میں سے چند اشعار پڑھنے اور ان کا انگریزی ترجمہ پڑھنے کی سعادت مکرم منور احمد صاحب چوہدری کے حصہ میں آئی۔ جس کے بعد ایک طفل عزیزم عطاء الرزاق خالد نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تحریرات میں سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان کا تذکرہ ہے۔

اس کے بعد سکاٹ لینڈ کے ایک نو احمدی مسلمان نوجوان Mr. Kenneth Dugal Nelson جن کا اسلامی نام مکرم خلیل عبدالرحمٰن نیلسن صاحب ہے نے خطاب کیا آپ کا عنوان تھا ’’حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ‘‘ آپ کی تقریر بہت موثر اور دلکش انداز میں تھی۔ اور حضورؐ کے واقعۂ طائف کا ذکر بہت ہی دلدوز انداز میں کیا۔ بالخصوص جب مُلک الجبل نے پوری وادی کو پیس ڈالنے کی پیشکش کی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ یہ نہیں تو ان کی اولادیں ضرور اسلام قبول کریں گی اور پھر واقعۃً ایسا ہی ہوا۔

مکرم نیلسن صاحب کی تقریر کے بعد مکرم محمد اکبر صاحب نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگزر‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا آپ کی تقریر اردو زبان میں تھی جو اردو دان طبقہ نے بہت پسند کی۔ آپ نے بہت سی مثالیں پیش کیں کہ کس طرح ہمارے آقا و مولا حضرت سرورِ کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کیا اور ان سب کو نہ صرف معاف فرمایا بلکہ ان سب کے ساتھ عدیم المثال حسنِ سلوک بھی فرمایا جن کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں مل سکتی۔ مکرم اکبر صاحب نے ابوجہل کے بیٹے (حضرت) عکرمہؓ کا خاص طور پر تفصیلی ذکر کیا کہ کیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف معاف فرمایا بلکہ نوازشات بھی فرمائیں۔

بعدہٗ یہاں کے ایک میڈیکل سٹوڈنٹ مکرم وقاص احمد مانگٹ صاحب نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ للعالمین‘‘ کے عنوان پر بہت ہی ولولہ انگیز خطاب کیا۔ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت کے ان پہلوؤں کو بیان کیا جن سے آپؐ کی رحمت وشفقت بے پایاں سامنے آتی ہے۔ آپؐ نے دورانِ جنگ بھی دشمنوں پر رحم اور کرم فرمایا۔ امن کے زمانہ میں بھی دشمنوں اور منافقوں کو بھی اپنی بے انتہاء رحمتوں سے نوازا۔ پھر آپؐ کی شفقت صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ جانوروں تک نے اس سے وافر حصہ پایا۔ آپ کی تقریر ماشاء اللہ بہت ہی موثر ثابت ہوئی۔

مکرم مانگٹ صاحب کی تقریر کے بعد ایک طفل عزیز رانا تنویر احمد صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حسنِ سلوک کے عنوان پر تقریر کی جن کے بعد مکرم مبین احمد صاحب نے حضرت سید میر محمد اسمٰعیلؓ کا نعتیہ کلام پیش کیا اور جب مبین صاحب ’’علیک الصّلوٰۃ و علیک السلام‘‘ پر پہنچتے تو جملہ حاضرین بھی ان کے ساتھ یہ مصرعہ دہراتے اور اس طرح بفضلِ خدا ساری مسجد ’’علیک الصلوٰۃ و علیک السلام‘‘ کی آواز سے گونج اٹھتی اور پوری فضا درود و سلام سے معطر ہوگئی۔

اس مشہور عالم نعت کے بعد مکرم مولانا ملک محمد اکرم صاحب مبلغ سلسلہ سکاٹ لینڈ نے خطاب کیا۔ آپ کے خطاب کا عنوان تھا ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کا عشق‘‘

آپ نے سب سے پہلے خدا تعالیٰ کی یہ گواہی پیش کی کہ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ التوبہ آیت نمبر 128) کہ (اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گرزتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔ محترم مربی صاحب نے بتایا کہ جب مومنوں کو ان کی ماؤں اور باپوں سے بڑھ کر محبت وشفقت اور رحمت کا سلوک کرنے والا آقا ملا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے آپ نے صحابہ کرامؓ کی مثالیں دے کر ثابت کیا کہ صحابہؓ کی حالت تو ایسی تھی کہ وہ ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ ان کی زندگیوں کے بدلے میں اُن کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔

مکرم مربی صاحب نے بالخصوص اوّل المومنین سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ علیہ عنہ کی مثال پیش کی کہ کس طرح وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا تھے۔ نہ صرف مال آپؐ کے قدموں پر نچھاور کیا بلکہ ہر لمحہ جان اور ناموس کی قربانی بھی پیش کرنے کی بھی خواہش لئے ہمیشہ آپؐ کی معیت کی سعادت پائی بالخصوص ہجرت اور غارِ ثور میں قیام کو خاص طور پر پیش کیا گیا۔

محترم مربی صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ محترم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر نے خطاب فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے احباب جماعت کو متوجہ کیا کہ ایسی مجالس منعقد کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تا کہ ہم بھی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی رنگ میں پیروی کرنے کی سعی کریں۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طبقہ نسواں پر احسانات‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا اور بتایا کہ تاریخ عالم کا مطالعہ کر کے دیکھ لو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حقوق نسواں کی نہ صرف بات کی بلکہ ان کے حقوق مقرر فرمائے۔ وہ طبقہ جو ورثہ میں تقسیم کیا جاتا تھا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ورثہ مقرر فرمایا۔ محترم عابد صاحب نے قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور سنتِ مبارکہ کو پیش کر کے بتایا کہ دنیا کی نظر میں اس گری ہوئی اور بظاہر بے وقعت مخلوق کو بلند مقام پر فائز فرمایا اور مردوں کو تلقین فرمائی کہ وہ بیویوں کے حقوق ادا کریں اور خود اپنے مبارک اسوہ سے حسنِ سلوک کی راہیں متعین فرمادیں۔

آپ کی تقریر کے بعد محترم ملک محمد اکرم صاحب مبلغ سلسلہ نے دعا کروائی اور اس طرح یہ جلسہ سیرۃ النبی اصلی اللہ علیہ وسلم آٹھ بجے اختتام کو پہنچا جس کے بعد نمازِ عشاء ادا کی گئی اور احباب جماعت نے مکرم مبشر احمد خان صاحب کی طرف سے پیش کردہ ضیافت سے لطف اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ محترم خان صاحب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ اس جلسہ میں حاضری بفضلہٖ تعالیٰ یکصد بیس سے زائد رہی۔ اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو اس جلسہ کی برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

بقیہ: چیریٹی واک از صفحہ نمبر 16

ہوم سٹارٹ، کنگز لے سینٹر، این سی ایچ، فلزٹکویل ہوسپائس، رائل کاؤنٹی سرے ہسپتال، سٹریتھ کیلون ٹاکنگ نیوز پیپر، ووڈلینڈ ٹرسٹ اور ہیومینیٹی فرسٹ شامل تھے۔

امسال کی اس چیریٹی واک کو مختلف میڈیا کے ذریعہ واک سے قبل، واک کے دوران، واک کے بعد بھی خاصی کوریج دی گئی۔آئی ٹی وی (وینس) اور اے آر وائی چینلز کا عملہ صبح سے ہی موجود تھا۔آئی ٹی وی ساؤدرن کاؤنٹیز نے اپنی شام کی خبروں میں تذکرہ کیا۔سن رائز اور قسمت ریڈیو نے صبح آٹھ بجے سے دوپہر ایک بجے تک ہر ایک گھنٹے بعد اپنی نشریات میں واک کے متعلق خبریں نشر کیں۔نیشنل اخبارات ٹائمز اور گارڈین کے علاوہ مقامی اخبارات کے رپورٹرز بھی واک کی کاروائی نوٹ کرنے کے لئے سارا دن موجود رہے۔اس موقع پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور ایم ٹی اے یوکے نے بھی اپنی ذمہ داری احسن رنگ میں ادا کی۔شعبہ سمعی بصری کے کارکنان نے ریکارڈنگ کے علاوہ آڈیو سہولت بھی فراہم کی۔مجلس انصار اللہ یوکے کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کسی بھی پروگرام کی اس قدر میڈیا کوریج کا یہ پہلا موقع تھا جو ایک تاریخ رقم کر گیا اور جس کے ذریعہ لاکھوں افراد تک اسلام اور احمدیت کے مزید تعارف پہنچانے کی سعادت حاصل ہوئی۔اور اس پروگرام کی تیاری و انتظامات کے دوران خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات بھی ایمان کی تازگی اور استحکام کا باعث بن گئے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب جماعت کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اس چیئریٹی واک کے کسی بھی شعبہ میں کوئی ذمہ داری ادا کی، اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازے اور بیش از پیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، نیز مجلس انصار اللہ یوکے کو آئندہ بھی بہتر سے بہترین پروگرام منعقد کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,ا 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:۔

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم محمد یعقوب امجد صاحب

محترم محمد یعقوب امجد صاحب 31دسمبر 1931ء کو عینو باجوہ ضلع نارووال میں مکرم میاں اللہ دتّہ صاحب سیالکوٹی کے ہاں پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ کے دادا نے 1908ء میں بذریعہ خط احمدیت قبول کرلی تھی لیکن جلد ہی اُن کی وفات ہوگئی۔ 1910ء میں جب آپ کے والد نے قادیان جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دستی بیعت کی تو گاؤں کا پہلا احمدی ہونے کی وجہ سے اُنہیں طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر آپ کی والدہ نے بھی بیعت کرلی اور دونوں بزرگوں نے وصیت بھی کرلی۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے اور پانچ بہنوں کے بھائی تھے۔ پرائمری پاس کرکے 1942ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ نے مدرسہ احمدیہ میں ہی تعلیم جاری رکھی۔ فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔

1948ء میں مدرسہ احمدیہ مکمل کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور 1950ء میں مولوی فاضل بھی کرلیا۔ اس کے بعد آپ کئی ماہ بیمار رہے اور اسی بناء پر وقف سے فارغ کردیئے گئے۔ 1951ء سے تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں میں عربی کے استاد مقرر ہوئے۔ ملازمت کے دوران 1954ء میں ادیب فاضل اور دو سال بعد منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ پھر آپ لاہور کے ایک سکول میں کئی سال پڑھاتے رہے اور اس کے بعد جامعہ احمدیہ میں لائبریرین ہوگئے۔ اسی دوران اردو اور فارسی میں M.A. بھی کئے۔ تدریس کے علاوہ نظم ونثر لکھنے کا کام بھی ہمیشہ جاری رہا، چارسال تک رسالہ ''نشان منزل'' کے مدیر بھی رہے۔

1985ء میں آپ نے وقف بعداز ریٹائرمنٹ کیا۔ 1989ء میں آپ کو قرآن کریم کا پنجابی زبان میں ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ چند دیگر کتب بھی ترجمہ کیں۔ اردو، عربی، فارسی اور پنجابی کے ماہر تھے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی اردو اور فارسی پڑھاتے رہے۔ بہت محنت اور لگن سے خدمت کی۔ ملنسار، خوش طبع اور اصول پسند انسان تھے۔

آپ کی وفات 27؍جنوری 2006ء کو کھاریاں میں ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کا نمونۂ کلام ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:

☆ ایک نعت کے چند اشعار

بشیر تُو ہے نذیر تُو ہے
حبیب ربّ قدیر تُو ہے
یہ چشم و دل کی حکایتیں ہیں
محبتوں کا سفیر تُو ہے
ہوا نہ تجھ سا نہ ہوسکے گا
کہ آپ اپنی نظیر تُو ہے

☆ ایک دوسری نظم کا نمونہ ملاحظہ کیجئے:

سختیوں کو جھیلتے ہیں خندہ پیشانی سے جو
رحمتوں کی بارشیں ہوتی ہیں ان پر بے حساب
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چلتے رہو
زندگی کا کیا بھروسہ؟ یہ تو ہے مثل حباب

تھامس اِلوا ایڈیسن

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ اپریل 2006ء میں عظیم موجد تھامس اِلوا ایڈیسن کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون (مرسلہ: قمر رشید بلوچ صاحب) اور روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21؍اکتوبر 2006ء میں بلب کی ایجاد سے متعلق ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

ایڈیسن 11؍فروری 1847ء کو امریکی ریاست اوہایو کے قصبہ میلان میں پیدا ہوا۔ غربت کی وجہ سے وہ سکول زیادہ دیر تک نہ جاسکا اور ریل گاڑی میں اخبار بیچنے لگا۔ جب اس کے پاس کچھ پیسے جمع ہوگئے تو اس نے ایک چھاپنے کی مشین خرید لی اور ریل کے ڈبے میں خود اپنا اخبار چھاپنے لگا جس کا نام ''گرانڈ ٹرنک ہیرالڈ'' تھا۔ اس وقت وہ صرف پندرہ برس کا تھا۔ جلد ہی اس کے اخبار کی اشاعت چارسو تک پہنچ گئی۔ ریل کے اسی ڈبے میں اس نے اپنی ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بھی بنا رکھی تھی جس میں وہ تجربے کیا کرتا تھا۔ کسی وجہ سے اُسے ریل میں اخبار چھاپنے کی ممانعت کردی گئی تو وہ اسٹیشن پر ہی اخبار بیچنے لگا۔ وہ ایک دن پلیٹ فارم پر کھڑا تھا کہ ایک ڈبہ لڑھکتا ہوا آیا۔ اس وقت ریل کی پٹڑی پر اسٹیشن ماسٹر کی بچی کھیل رہی تھی۔ ایڈیسن نے لپک کر اُسے بچالیا۔ اس پر اسٹیشن ماسٹر نے اُسے تار برقی کا کام سکھا کر 1868ء میں تار بابو کی نوکری دلا دی۔ ایڈیسن کو چین سے بیٹھنے کی جگہ ملی تو اس نے پھر تجربے شروع کردیئے۔ اس کی ایک ڈیوٹی تھی اور وہ یہ کہ ہر گھنٹے بعد ریلوے کے ایک دوسرے ملازم کو سگنل بھیجے۔ رات کے وقت اسے بہت پریشانی اُٹھانا پڑتی تھی اور ہر وقت چوکس رہنا پڑتا تھا آخر کئی روز کے تجربوں کے بعد اس نے ایک ایسا آلہ ایجاد کرلیا جو خود بخود سگنل بھیج دیا کرتا تھا اور وہ آرام سے سویا رہتا۔ 1869ء میں اُس نے اپنی پہلی ایجاد کو پیٹنٹ کروایا جو ایک الیکٹرک ووٹ ریکارڈر تھا۔ اس ایجاد کو امریکن کانگریس نے یہ کہہ کر مسترد کردیا کہ اُن کے خیال میں ووٹ دینے کے عمل کو تیز کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

پھر ملازمت چھوڑ کر ایڈیسن نیویارک چلا گیا لیکن وہاں اُسے کوئی کام نہ ملا حتّی کہ نوبت فاقہ کشی تک آگئی۔ ایک دن وہ گھومتا پھرتا کسی کمپنی میں چلا گیا۔ یہ کمپنی مشین کے ذریعہ اپنے گاہکوں کو منڈیوں کے بھاؤ بھجوایا کرتی تھی۔ اتفاق سے اُن کی مشین خراب ہوگئی۔ ایڈیسن نے تھوڑی دیر میں اسے ٹھیک کردیا۔ اس پر کمپنی کے مالک نے ایڈیسن کو مشین کا مینیجر مقرر کردیا۔ اس نے وہاں چند مہینے کام کیا پھر ایک اَور انجینئر کے ساتھ مل کر تار برقی کی ایک مشین بنائی۔ یہ ایجاد یعنی Stock Ticker ایک بڑے تجارتی ادارے نے چالیس ہزار ڈالر میں خرید لی۔ پھر اُس نے 1876ء میں نیویارک میں ایک لیبارٹری قائم کی۔ یہاں اُس نے گراہم بیل کے ایجاد کردہ ٹیلیفون کو بہتر بنایا۔ اُس وقت ٹیلی فون میں بولنے اور سننے کے آلات الگ الگ نہیں ہوتے تھے، ایڈیسن نے اُنہیں الگ الگ کردیا اور یہ سسٹم انگلستان میں تیس ہزار پاؤنڈ کے عوض فروخت کردیا۔

1877ء میں اس نے فونوگراف ایجاد کرکے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ 1878ء میں ایک جرمن سائنسدان دان Berliner نے فونوگراف کے اصول پر گراموفون بنایا۔ ایڈیسن فونوگراف کو اپنی پسندیدہ ترین ایجاد کہا کرتا تھا۔

تاہم ایڈیسن کی سب سے اہم ایجاد بجلی کا بلب ہے۔ 1877ء میں ایڈیسن کو بجلی کی روشنی کے مسئلے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس کا بنایا ہوا پہلا بلب 21؍اکتوبر 1879ء کو ساڑھے تیرہ گھنٹے تک جلتا رہا۔ ایڈیسن کا برقی نظام سب سے پہلے ایک بحری جہاز پر چالو کیا گیا جو قطب شمالی کی مہم پر جارہا تھا۔

ایڈیسن انتہائی ذہین وفطین موجد ہی نہ تھا بلکہ کامیاب تاجر بھی تھا چنانچہ اس نے 1880ء میں اپنی لیبارٹری کو 500 وولٹ کے بلبوں سے روشن کردیا۔ یورپ کے انجینئر اوقیانوس پار کرکے امریکہ آنے لگے تاکہ بیسویں صدی کے اس نئے معجزے کا دیدار کیا جاسکے۔ وہ 1889ء میں متحرک فلموں کی طرف راغب ہوا اور 1891ء میں ایک آلہ Kenetoscope پیٹنٹ کروایا۔ اُس نے نیوجرسی میں ایک فلم سٹوڈیو بھی قائم کیا جہاں کئی فلمیں تیار کی گئیں۔

ایڈیسن کہا کرتا تھا کہ جینئس ننانوے فیصد محنت اور ایک فیصد جدّت سے وجود میں آتا ہے۔ 1914ء میں پہلی جنگ عظیم چھڑی تو اس کی عمر 67 سال تھی۔ اس عمر میں بھی اس نے اپنے ملک کی فوج کے لئے چالیس ایجادیں کیں۔

18؍اکتوبر 1931ء کو دنیا کے اس سب سے بڑے موجد کا انتقال ہوا۔ اس نے 84 سال کی عمر پائی۔ 21؍اکتوبر کو اُس کی تدفین عمل میں آئی اور اُس روز سارے امریکہ کی بجلی اس عظیم موجد کے سوگ میں ایک منٹ کے لئے بجھادی گئی۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ باون سال پہلے اسی تاریخ کو ایڈیسن نے بجلی کا بلب ایجاد کیا تھا۔

حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحبؓ

حضرت ڈاکٹر کیپٹن حافظ بدرالدین احمد صاحبؓ 1898ء میں حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحبؓ (سابق ناظر اعلیٰ) کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1900ء میں آپؓ کے دادا حضرت حکیم مولوی عمردین صاحبؓ نے قادیان جاکر مع دیگر افراد خاندان دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تو اُس وقت ڈاکٹر صاحبؓ بھی ساتھ تھے۔ بعد میں آپ نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے MBBS کیا اور بسلسلہ ملازمت بیرون ہندوستان (ملائشیا اور کینیا وغیرہ) میں مقیم رہے اور وہاں بھی حتی المقدور جماعتی خدمات بجالائے۔ دوسری جنگ عظیم میں آپؓ فوج میں بھرتی ہوگئے اور کیپٹن کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار احمدی ڈاکٹر صاحبان کے حافظ قرآن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپؓ نے بڑی عمر ہونے کے باوجود قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے 1961ء میں 63 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا: ''سلسلہ کے آنریری مربی تھے اور اپنے خرچ پر اپنی پریکٹس کا حرج کرکے تین ماہ تک فلپائن میں دعوت الی اللہ کرتے رہے اور ایک بڑی اور فعال جماعت وہاں کرکے واپس آئے۔''

حضرت حافظ بدرالدین صاحبؓ کا ذکر خیر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29؍جولائی 2006ء میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم چودھری محمد شریف صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10؍مئی 2006ء میں مکرم پروفیسر مبارک احمد طاہر صاحب اپنے ماموں محترم چودھری محمد شریف صاحب کا مختصر ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ 1923ء میں لدھیانہ کے گاؤں علی پور میں محترم چودھری عطاء محمد پٹواری صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ کو آپریٹو سوسائٹیز کے اسسٹنٹ رجسٹرار بھی رہے لیکن دین کو ہمیشہ مقدّم رکھا اور اپنا دامن ہر قسم کی آلائش سے پاک رکھا۔ عبادات میں مداومت آپ کی شخصیت کا بہت نمایاں پہلو تھا۔ نماز تہجد اور اشراق کا بھی اہتمام فرماتے۔ گوجرانوالہ میں گل روڈ کی احمدیہ مسجد کی تعمیر میں آپ نے خصوصی کردار ادا کیا۔ اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی ملا۔ 2؍دسمبر 2004ء کو آپ نے وفات پائی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18؍فروری 2006ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں کہی گئی مکرم طارق بشیر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وہ پاک و ذکی رحمت و قربت کا نشاں تھا
شیریں تھا سخن اس کا تو پُرسوز بیاں تھا
تھا فضل خداوند کی تصویر سراپا
ہر جہت سے تھا حسن کی توقیر سراپا
سچ ہے کہ وہ دنیا کے حسینوں کا حسیں تھا
پیکر تھا فطانت کا گرانقدر ذہیں تھا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th July 2007 –9th August 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

FRIDAY 27TH JULY 2007 DAY 1 JALSA

00:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat
00:25	Jalsa Salana UK 2007: Inspection and Inauguration by Hadhrat Khalifatul Masih V.
02:30	Rights of Women in Islam
03:55	Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 188
05:00	Spotlight
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith
06:40	Spectrum
07:20	Gulshan-e-Waqf-e Nau (Nasirat), Rec. 03/06/2007
08:30	Le Francais C'est Facile
09:00	Jalsa Salana UK 2007 Inspection [R]
11:00	Live proceedings from Jalsa Salana UK 2007
12:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Hadeeqa-tul-Mehdi.
13:00	Live proceedings from Jalsa Salana UK 2007, including interviews with various guests.
18:00	Live proceedings from Jalsa Salana UK 2007, including interviews with various guests.
19:00	Jalsa Salana UK: Repeat of Day 1 proceedings
20:00	Friday Sermon [R]
21:00	Jalsa Salana UK: Repeat of Day 1 proceedings
23:25	Jalsa Salana UK: repeat of flag hoisting ceremony.

SATURDAY 28th JULY 2007 DAY 2 JALSA

00:00	Jalsa Salana UK 2007: repeat of the first session, including inaugural address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
04:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. recorded on 27/07/07.
05:00	Jalsa Salana UK 2006: repeat of Day 1.
06:00	Tilaawat
06:30	Friday Sermon [R]
07:35	Australian Documentary: a documentary showing the popular tourist attractions in Australia.
08:00	Jalsa Salana UK 2007: Live proceedings from Day 2, including various interviews and poems.
09:00	Live proceedings from the men's morning session including speeches and poems.
10:50	Live Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah.
12:45	Live Intikhab-e-Sukhan
14:15	Jalsa Salana UK 2007: Live proceedings from day 2, including address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V .
17:00	Live proceedings from Jalsa Salana UK 2007
19:00	Jalsa Salana UK: Repeat of Day 2 proceedings
21:50	Jalsa Salana UK 2007: repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah.

SUNDAY 29th July 2007 DAY 3 JALSA

00:00	Jalsa Salana UK: Repeat of Day 2 proceedings
01:30	Jalsa Salana UK 2007: repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 28th July 2007.
04:00	Jalsa Salana UK 2007: repeat of day 2 proceedings, including a programme with Chairman of MTA, Naseer Ahmad Shah.
06:00	Tilaawat
06:20	Jalsa Salana UK 2007: repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa gah. Recorded on 28/07/07.
08:00	Jalsa Salana UK 2007: Live proceedings from the Jalsa gah including various speeches.
11:40	Jalsa Salana UK 2007: Live proceedings fromthe Jalsa gah, including International Bai'at ceremony.
14:30	Jalsa Salana UK 2007: Live concluding session, including concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
17:00	Live proceedings from Jalsa Salana UK 2007, including various interviews and poems.
19:00	Jalsa Salana UK 2007: repeat of day 3.
22:40	Jalsa Salana UK 2007: repeat of International Bai'at ceremony.

MONDAY 30TH JULY 2007

00:00	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of Day 3 proceedings, including concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
06:00	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of Day 3 proceedings.
09:25	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 27/07/07.
10:25	Jalsa Salana UK 2007: repeat of proceedings from day 1, including flag hoisting ceremony.
13:00	Jalsa Salana UK 2007: repeat of Day 1 proceedings.
17:30	Friday Sermon [R]
18:30	Jalsa Salana UK 2007: repeat of day 1 proceedings.
21:05	Jalsa Salana UK 2007: repeat of Day 1 proceedings.
22:05	Jalsa Salana UK 2007: repeat of proceedings from day 1 including Tilaawat, poem and scenes from Jalsa Gah.
23:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 28/07/06.

TUESDAY 31ST JULY 2007

00:10	Jalsa Salana UK 2007: repeat of proceedings from day 1, including flag hoisting ceremony, including inaugural address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
02:45	Jalsa Salana UK 2007: repeat of Day 1 proceedings including various interviews.
04:45	Friday Sermon [R]
06:00	Tilaawat, Friday Sermon & Documentary
08:00	Jalsa Salan UK 2007: repeat of day 2 proceedings, including the men's morning session.
10:50	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah. Recorded on 28/07/07.
14:30	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V Recorded on 28/07/07.
17:00	Jalsa Salana UK 2007: Ladies session [R]
18:45	Jalsa Salana UK: repeat of Day 2 proceedings.
20:45	Friday Sermon [R]
21:45	Jalsa Salana UK: repeat of Day 2 proceedings.

WEDNESDAY 1ST AUGUST 2007

00:00	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah. Recorded on 28/07/07.
03:00	Jalsa Salana UK: repeat of day 2 proceedings.
06:00	Tilaawat
06:20	Jalsa Salana 2007: Ladies session [R]
08:00	Jalsa Salana UK: repeat of day 3 proceedings.
11:40	Jalsa Salana UK: repeat of International Bai'at ceremony.
14:30	Jalsa Salana UK: repeat of concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
17:00	Jalsa Salana UK: repeat of day 3 proceedings
22:40	Jalsa Salana UK: International Bai'at [R]

THURSDAY 2ND AUGUST 2007

00:00	Jalsa Salana UK: Repeat of day 3 proceedings
01:30	Jalsa Salana UK: repeat of concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
04:00	Jalsa Salana UK: Repeat of day 3 proceedings
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class. Rec. 25/03/06
07:50	English Mulaqa'at & Huzoor's Tours
10:00	Indonesian Service & Spotlight
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:55	Bengali Service
14:00	Tarjamatul Qur'an Class
15:00	Huzoor's Tours & English Mulaqa'at [R]
17:25	Spotlight
18:30	Arabic Service
20:30	International News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class. Session 188 [R]
22:10	Al Maaidah & Spotlight
23:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau Class [R]

FRIDAY 3RD AUGUST 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:55	Al Maa'idah
01:05	Liqaa Ma'al Arab
02:15	Spotlight & Huzoor's Tours
03:55	Tarjamatul Qur'an Class & Spotlight
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Proceedings from Jalsa Salana UK: inaugural address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec: 27/07/07.
12:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
13:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
14:10	Jalsa Salana UK 2007: Inaugural Address [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:10	Jalsa Salana UK: repeat of Day 1 proceedings
18:30	Arabic Service
20:30	Friday Sermon [R]
21:40	Jalsa Salana UK: repeat of Day 1 proceedings

SATURDAY 4TH AUGUST 2007

00:00	Tilaawat & MTA international news
01:00	Jalsa Salana UK: repeat of Day 1 proceedings
02:10	Friday Sermon: Rec. 03/08/2007
03:20	Jalsa Salana UK 2007: Inaugural Address [R]
06:00	Tilaawat & MTA international News
06:45	Friday Sermon, recorded on 03/08/2007 [R]
08:00	Jalsa Salana UK: Repeat of day 2 proceedings
10:50	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah. Recorded on 28/07/07.
12:35	Tilaawat & MTA News
13:30	Australian Documentary: a visit to Sydney
13:55	Jalsa Salana UK: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec: 28/07/07.
18:30	Arabic Service
20:30	Jalsa Salana UK: repeat of day 2 proceedings

SUNDAY 5TH AUGUST 2007

00:00	Jalsa Salana UK: repeat of day 2 proceedings
00:50	Friday Sermon: recorded on 03/08/2007
01:50	Jalsa Salana UK 2007: Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah. Recorded on 28/07/07.
06:00	Tilaawat & International News Review
07:00	Jalsa Salana UK 2007: repeat of day 3 proceedings, including international Bai'at ceremony.
13:35	Tilaawat & MTA News
14:15	Jalsa Salana UK 2007: repeat of day 3 proceedings, including international Bai'at ceremony and concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Rec. 29/07/07.
22:00	Jalsa Salana UK: repeat of day 3 proceedings

MONDAY 6TH AUGUST 2007

00:00	Jalsa Salana UK: repeat of Day 3 Proceedings
01:20	Tilaawat, Dars & MTA News
02:15	Jalsa Salana UK 2007: Day 3 proceedings
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau: rec. 23/11/2006
08:05	Learning French & Medical Matters
09:00	French Mulaqa'at
10:05	Indonesian Service & Ghazwat-e-Nabi
12:05	Tilaawat, Dars & MTA Jamaat News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon & Bustan-e-Waqfe Nau
16:05	Spotlight & French Mulaqa'at
17:50	Medical Matters [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab Session 86, rec.10/10/95
20:35	International Jamaat News
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15	Friday Sermon & Medical Matters

TUESDAY 7TH AUGUST 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00	Learning French
01:20	Liqaa Ma'al Arab Session 86, rec.10/10/95
02:25	Friday Sermon & French Mulaqa'at
04:30	Spotlight & Ghazwat-e-Nabi
06:00	Tilaawat, Dars & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal), Rec. 09/09/06
08:15	Learning Arabic
08:40	Q & A Session, Rec: 06/05/1984.
09:55	Indonesian Service & Sindhi Service
12:00	Tilaawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:55	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:00	Learning Arabic: Programme no. 12 [R]
16:25	MTA Travel, Q & A, & Spectrum.
18:30	Arabic Service
20:30	News Review Special
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05	Spectrum [R]
22:50	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:30	MTA Travel: a visit to Oxford and Windsor.

WEDNESDAY 8TH AUGUST 2007

00:00	Tilaawat, Dars & MTA News
01:05	Learning Arabic: No. 12
01:30	Liqaa Ma'al Arab: session 87, rec. 11/10/1995
02:50	Spectrum & Question and Answer Session
04:45	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:30	MTA Travel: a visit to Oxford and Windsor
06:00	Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat)
08:20	Seerat Hadhrat Masih Ma'ood (as)
08:55	Q & A Session: Rec. 13/05/1984.
10:05	Indonesian service & Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars & MTA News
13:15	Bangla Shomprochar & Lajna Magazine
14:45	From the Archives & Spotlight
15:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:20	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: session 88, Rec. 12/10/1995
20:30	MTA International Jamaat News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
22:20	Jalsa Speeches & Australian Documentary [R]
23:20	From the Archives [R]

THURSDAY 9TH AUGUST 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35	Liqaa Ma'al Arab: session 88, Rec. 12/10/1995
02:40	Philosophy of Islam & Hamaari Kaa'enaat
03:35	Australian Documentary & From the Archives
04:50	Lajna Magazine
05:25	Jalsa Speeches: speeches from Jalsa Salana Qadian 2005.
06:00	Tilaawat, Dars & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqf-e-Nau
07:55	English Mulaqa'at
08:55	Huzoor's Tours
10:00	Indonesian Service
11:05	Discussion programme
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bengali Service
14:00	Tarjamatul Qur'an Class
15:05	Huzoor's Tours
16:05	English Mulaqa'at & Spotlight
18:30	Arabic service
21:05	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10	Al Maa'idah & MTA Variety
23:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

ISSN: 1352 9587

Vol 14 | Friday July 20, 2007 | Issue No. 29

مجلس انصار اللہ (یوکے) کے زیر اہتمام

چیریٹی واک 2007ء

خداتعالیٰ کے غیر معمولی افضال ۔ انصار کا جذبہ خدمت وایثار

احسن انتظامات، حاضری میں ریکارڈ اضافہ، عطیہ جات کی قابل ذکر وصولی

(رپورٹ مرتبہ: شیخ لطیف احمد)

الحمدللہ! امسال بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کے نتیجے میں مجلس انصار اللہ یوکے کے زیر اہتمام چیریٹی واک کا ایک کامیاب پروگرام مورخہ 10 ر جون 2007ء بروز اتوار حدیقۃ المہدی میں منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کا نہ صرف تمام انصار بھائی بلکہ بہت سے خدام اور اطفال بھی سارا سال انتظار کرتے ہیں اور اس کے نیک مقاصد کے لئے دوران سال عطیہ جات بھی جمع کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ انتھک مرکزی کاوشوں اور اضلاع کی سطح پر ہمہ جہت جد وجہد کے نتیجہ میں امسال کی چیرٹی واک میں گزشتہ سالوں کے مقابلے میں نئے ریکارڈز قائم گئے جو کہ محض اور محض رحمٰن و رحیم خداتعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہی ممکن ہوسکا۔

امسال کی چیریٹی واک میں شامل ہونے والے واکرز کی رجسٹرڈ حاضری 1479 رہی جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد 1073 تھی۔ گویا 406 افراد زیادہ شامل ہوئے۔ اسی طرح گزشتہ سال عطیہ جات کی مد میں 43000 پونڈز جمع کئے گئے تھے جبکہ امسال دس جون یعنی چیریٹی واک والے دن تک 72500 پونڈز کی رقم جمع ہوچکی تھی اور ابھی اسی مد میں جن وعدہ جات کی ادائیگی کی وصولی جمع ہونا باقی ہے اس سے بھرپور امید ہے کہ یہ رقم مجلس انصار اللہ کے مقرر کردہ ٹارگٹ ایک لاکھ پونڈز سے بھی تجاوز کرجائیگی۔ انشاءاللہ۔

امسال کی چیریٹی واک کو کامیاب بنانے کے لئے سال کے شروع میں ہی 64 ممبران پر مشتمل نائب صدر انصار اللہ یوکے محترم ولید احمد صاحب کی سربراہی میں جو کہ چیئر مین کمیٹی مقرر کئے گئے تھے ایک کمیٹی بنا کر اس کی تیاری کا آغاز کردیا گیا تھا جس میں سات نائب چیئرمین، 56 مختلف شعبہ جات کے سربراہان اور بے شمار دیگر رضا کاران شامل تھے جنہوں نے یوکے کے طول وعرض میں مختلف مجالس کا دورہ کرنے میں ہزاروں میل کا سفر طے کیا۔ واک کے ہر شعبہ کے انتظامی امور طے کرنے، واک کے لئے مختص روٹ، اس راستے میں پیش آمدہ مشکلات کا جائزہ، واکرز کو دی جانے والی سہولتوں، دور کی مجالس سے ایک دن قبل ہی پہنچنے والے احباب جماعت کی رہائش، کھانے پینے کے انتظامات، الغرض واک کی شروعات سے لے کر اختتام تک ہر مسئلہ اور اس کے بہترین حل کے لئے متعدد مختصر اور طویل اجلاسات منعقد کئے گئے۔ محترم صدر صاحب انصار اللہ کی ہدایات کے عین مطابق واک کے ضمن میں ادنیٰ سا کام بھی خاص دعا کے ساتھ شروع کیا گیا جس کی بناء پر دوران انتظامات مسبب الاسباب خدا تعالیٰ کی مدد اور فضل کے کئی نظارے دیکھنے میں آئے۔ اس پروگرام کی جامع اطلاع کے لئے بیس ہزار سے زائد Leaflets اور عطیہ جات جمع کرنے کے لئے پانچ ہزار سے زائد اسپونسرز فارم تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ انصار کی واک میں شرکت کو یقینی بنانے اور ٹارگٹ کے مطابق عطیہ جات جمع کرنے کی خاطر حوصلہ افزائی کے لئے انفرادی سطح پر ہر ناصر سے رابطہ کرنے کے لئے نہ صرف ہزاروں فون کالز کی گئیں بلکہ لاتعداد خطوط بھی ارسال کئے گئے۔ حدیقۃ المہدی سے ملحقہ اور نواحی علاقوں میں جماعت احمدیہ کے تعارف اور چیریٹی واک کے اس پروگرام کی آگاہی کے لئے مختلف مقامی لائبریریوں، کمیونٹی سینٹرز، اسمبلی رومز، شورومز، کارنر اسٹورز میں جماعت احمدیہ اور واک سے متعلق لاتعداد تعارفی پوسٹرز لگائے گئے تھے جس کی وجہ سے مقامی افراد میں اس چیریٹی واک کے بارے میں مثبت گفتگو ہونے لگی۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہوا کہ بعض مالکان اسٹورز نے ازخود رابطہ کرکے اپنے اپنے اسٹورز پر پوسٹر لگانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے یہ پوسٹرز فراہم کرنے کی درخواست کی۔ ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل دیکھنے میں آیا جب مقامی ٹاؤن سینٹر میں ایک مخصوص اسٹال مارکیٹ کی ہائی اسٹریٹ میں ایک مقامی شخص جس نے مخصوص لباس زیب تن کر رکھا تھا اور جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا، وہ بھی کئی گھنٹے ہائی اسٹریٹ پر مارچ کرتے ہوئے رضا کارانہ طور پر چیریٹی واک کا مسلسل اعلان کرتا رہا۔ مقامی اخبارات نے بھی واک سے پہلے اور بعد میں کافی کوریج شائع کی۔ امسال کی واک کو یادگار بنانے کے لئے کمیٹی کے اراکین نے اپنے اپنے ذمہ تفویض کردہ فرائض کی کماحقہ انجام دہی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے رات دن جس انتھک محنت کے ساتھ کام کیا وہ یقیناً ہم سب کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

امسال واک کا روٹ نہایت ہی آسان اور محفوظ بنانے کی طرف خاص توجہ دی گئی تھی۔ جو احباب حدیقۃ المہدی کے اطراف کے علاقہ سے واقف ہیں انہیں علم ہے کہ بعض سڑکیں بہت ہی تنگ ہیں جہاں فٹ پاتھ بھی نہیں ہیں اور وہاں ٹریفک بھی تیزی سے گزرتا ہے جو واک میں شامل واکرز کے لئے پُرخطر ہوسکتا تھا۔ لہذا کمیٹی کے اراکین نے بذات خود کئی میل کا راستہ پیدل طے کرکے باہمی مشورہ سے واک کے لئے منتخب روٹ کی سفارش کی اور جس کے ایک بڑے حصہ پر محترم صدر انصار اللہ چوہدری وسیم احمد صاحب نے خود پیدل چل کر جائزہ لینے کے بعد منظوری فرمائی۔ اس معاملے میں حدیقۃ المہدی کے سابقہ مالک محترم بیکر صاحب، ان کے بیٹے مکرم لیوس صاحب، مقامی پولیس کے انسپکٹر محترم سائمن ڈوڈ صاحب، سارجنٹ اینڈی جانسٹن صاحب اور دیگر چند مقامی پولیس افسران صاحب نے خاصی رہنمائی اور مدد فراہم کی۔ واک کے روٹ کو فائنل کرنے میں اگر کوئی دشواری درپیش تھی تو یہاں بھی خداتعالیٰ کی مدد اور خاص فضل اس طرح دیکھنے میں آیا کہ ایک مقامی فارمر محترم جان بیگون صاحب نے اپنے فارم ہاؤس کی زمین کے ایک حصہ میں سے واک کا روٹ مختص کرنے کی اجازت دی جس کی وجہ سے ایک تیز ٹریفک کی مصروف سڑک سے بچاؤ ممکن ہوا۔ روٹ فائنل ہونے کے بعد تقریباً پچاس سے زائد رضا کاران نے روٹ کی نشاندہی اور سمت کے تعین کی مارکنگ میں اہم کردار ادا کیا۔ واکرز کی ممکنہ حفاظت کی خاطر ہر موڑ پر ایک اور ہر کراسنگ پر دو انتظامی کارکن بھی متعین کئے گئے تھے۔

آخرکار چیریٹی واک کا دن بھی آگیا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے اس پروگرام کے لئے موسم انتہائی سازگار تھا۔ گو کہ یہ ایک گرم دن تھا لیکن واک میں شامل ہونے والوں کے جوش و خروش اور دور دراز کی مجالس کے احباب کی آپس میں میل ملاقات کی خوشی نے سورج کی تمازت کو محسوس نہ ہونے دیا۔ لجنہ وناصرات کی ایک بڑی تعداد بھی اس واک میں شامل ہونے کے لئے موجود تھی۔ حدیقۃ المہدی کے ایک چھوٹے سے حصہ کو تہنیتی کلمات سے مزین خوبصورت رنگ برنگے غباروں اور جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ گاڑیوں کی پارکنگ کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ واک کے ابتدائی نقطہ آغاز سے کچھ فاصلے تک سرخ رنگ کا کارپٹ بچھایا گیا تھا جو اس موسم میں آنکھوں کو بھلا لگ رہا تھا۔ شرکاء اور دیگر مدعو کئے گئے معزز مہمانان کو خوش آمدید کہنے، مہمان خصوصی کے افتتاحی کلمات سننے اور اختتامی تقریب منعقد کرنے کی خاطر ایک خوبصورت اسٹیج بھی بنایا گیا تھا۔ صبح آٹھ بجے سے ہی احباب کی آمد شروع ہوگئی، آہستہ آہستہ ایک جم غفیر جمع ہوتا گیا۔ جیسے جیسے لوگ آتے گئے، رجسٹریشن پنڈال میں جدید کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی وجہ سے ڈیوٹی پر مامور رضا کاران تیزی سے کارروائی مکمل کرتے ہوئے واکر کو اس کا انفرادی سیریل نمبر الاٹ کرتے گئے۔ اسی طرح عطیہ جمع کرنے کے پنڈال میں بھی قیادت مال کے متعین رضا کاران عطیہ جات کی رقم وصول کرنے میں ہمہ وقت مصروف نظر آئے اور چند ہی گھنٹوں میں ہزاروں پونڈز کے عطیات وصول کئے گئے۔ واکرز کے پہننے کے لئے خصوصی طور پر بنوائی گئی ٹی شرٹس اور ٹراوزر برائے نام نہایت ہی ارزاں قیمت پر مہیا کرنے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

تلاوت قرآن کریم سے واک کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ چیئرمین کمیٹی محترم ولید احمد صاحب نے چیریٹی واک کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے واک میں حصہ لینے کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا۔ محترم صدر انصار اللہ یوکے چوہدری وسیم احمد صاحب نے واک کے مقاصد کو مزید نمایاں کرتے ہوئے آنے والے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ امیر صاحب یوکے محترم رفیق احمد حیات صاحب نے تمام واکرز کو دوران واک مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے احتیاط کرنے، مقامی لوگوں کا خیال کرنے، صفائی وستھرائی کو ملحوظ خاطر رکھنے کے متعلق ہدایات دیں۔ میئر آلٹن کونسلر محترمہ روبائن فٹزر صاحبہ نے بھی اس موقع پر اپنے مثبت خیالات کا اظہار فرمایا۔ 10:30 بجے واک کے شروع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ حدیقۃ المہدی میں خاص طور پر بنائے گئے ابتدائی نقطہ آغاز سے واکرز کا اژدحام نکلنا شروع ہوا۔ پھر آلٹن شہر کی سڑکوں پر وہاں کے باسیوں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ مخصوص سفید ٹی شرٹس پہنے ہوئے بڑے چھوٹے، بچے بوڑھے جوان اور خواتین ایک لائن میں دنیا بھر کے غریب و نادار، یتیم وبے سہارا، مفلس وبے کس افراد کی مدد کرنے کا عزم چہروں پر لئے واک کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کرنے کے لئے چلتے جارہے تھے۔ ان میں ایسے ننھے طفل بھی تھے جن کے چہرے دھوپ اور گرمی کی شدت سے سرخ ہوچکے تھے، ستر سال سے زائد کے ایسے عمر رسیدہ بزرگان بھی تھے جن کی استقامت دیکھ کر رشک آتا تھا اور پھر بعض مہمانان کی حیرانی اس وقت دو چند ہوگئی جب انہوں نے کچھ برقعہ پوش خواتین کو بھی اس عظیم کار خیر میں شامل دیکھا۔ دنیا بھر میں یہ واحد جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی خواتین اسلام کا یہ مثالی نمونہ عملی طور پیش کرتی ہیں کہ باپردہ ہوکر بھی مشکل سے مشکل تر کام کئے جاسکتے ہیں۔ دوران واک تمام واکرز کو پانی کی بوتلیں فراہم کرنے، ایمرجنسی مدد دینے، اور مختلف مقامات سے واپس حدیقۃ المہدی پہنچانے کے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ بہت سے واکرز نے واک کے مقرر کردہ فاصلہ کو طے کیا۔ واپس آنے والے واکرز کے لئے وافر مقدار میں فروٹ کی صورت میں ریفریشمنٹ موجود تھی۔

واک کے اختتام پر محترم امیر صاحب یوکے کی اقتداء میں ظہر وعصر نمازیں ادا کی گئیں۔ جس کے بعد تقریباً 1500 سے زائد شرکاء پروگرام کی خدمت دوپہر کے کھانے سے کی گئی۔ دورویہ اطراف میں گول میزوں کی قطاریں لگائی گئی تھیں۔ ہر میز پر ایک رضا کار کا تعین کیا گیا۔ انتہائی خوش اسلوبی اور برق رفتاری کے ساتھ کھانے کی تقسیم کی گئی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کھانے کی بہترین تیاری، پُرذائقہ پکوائی، بروقت رسد وترسیل اور برقی تقسیم طعام میں شعبہ ضیافت کے رضا کاران نے جس جانفشانی، محنت اور حسن خلق کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کیں اس کی تعریف وہاں موجود احباب کی اکثریت نے کھلے دل سے کرکے ان کے حوصلے کو نئی توانائی بخش دی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام رضا کاران کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین

کھانے کے بعد چیریٹی واک کی اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ واک میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والوں کو تعریفی اسناد دی گئیں۔ صف اوّل میں مکرم منور احمد مغل صاحب، صف دوم میں مکرم قمر دین کریم صاحب، عمر رسیدہ افراد میں مکرم محمد احمد صاحب اور مکرم مرغوب احمد صاحب، مہمانوں میں مکرم مصور احمد صاحب شامل تھے۔ ان کے علاوہ عزیزم سرفراز اور نعیم احمد کو حوصلہ افزائی کے خصوصی انعامات دیئے گئے۔ سب سے زیادہ عطیہ جات جمع کرنے میں محترم امیر صاحب یوکے اوّل قرار پائے۔ وصولی عطیات کے اعتبار سے ایک ہزار پاؤنڈ سے زیادہ عطیہ جمع کرنے والوں میں مکرم شیخ طارق محمود صاحب سرفہرست رہے۔ ایک سو پاؤنڈ سے زائد عطیہ جمع کرنے والوں میں ساٹھ سے زیادہ اطفال بھی شامل تھے۔ حاضری کے اعتبار سے مجلس نیو مالڈن اوّل، مجلس مارڈن دوئم، اور مجلس چیم سوئم رہی۔ ریجن کی سطح پر لندن ریجن اوّل اور بیت الفتوح ریجن دوئم قرار دیئے گئے۔

مختلف چیریٹی اداروں میں کل 72000 پاؤنڈز کے عطیہ جات کی رقم بھی اسی اختتامی تقریب میں ان کے نمائندگان میں بذریعہ چیک تقسیم کی گئیں۔ ان اداروں میں ایج کنسرن انگلینڈ، ہیمپشائر، آلٹن کمیونٹی سینٹر، آلٹن میئر چیریٹیز، کینسر ریسرچ یوکے، الزہیمر زسوسائٹی، ہیلپ دی ایج انگلینڈ اینڈ ویلز،

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں